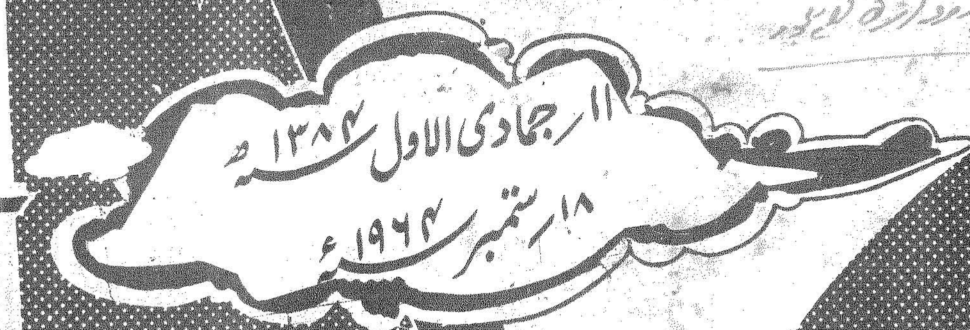
ہفت روزہ

15/19

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور



احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ممانعت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اتَّقُوا اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا: وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: اَلَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ۔ رواہ مسلم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو لعنت والی چیزوں سے احتراز اور پرہیز کرو۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ لعنت والی کون کون سی چیز ہے؟ آپ نے فرمایا، لعنت کا مستحق وہ شخص ہے جو لوگوں کے راستے یا ان کے سایہ دار مقامات میں قضائے حاجت کرتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ۔ رواہ مسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَاهُ اَتٰی بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا کَانَ لِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَکُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَارْجِعْهُ، وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ کُلِّهِمْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِیْ اَوْلَادِکُمْ، فَرَجَعَ اَبِیْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ، وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا بَشِیْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰی هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اَکُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَا تُشْهِدْنِیْ اِذًا فَاِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: لَا تُشْهِدْنِیْ عَلٰی جَوْرٍ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَشْهِدْ عَلٰی هٰذَا غَیْرِیْ! ثُمَّ قَالَ: اَیَسُرُّكَ اَنْ یَّکُوْنُوْا اِلَیْكَ فِی الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ بَلٰی، قَالَ: فَلَا اِذًا۔ متفق علیہ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ مجھ کو میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام دیا ہے جو میرے پاس تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی طریقہ سے (غلام) دیا ہے؟ میرے والد نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اس غلام) کو واپس لے لو، اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو بھی اسی طرح دیا ہے؟ میرے والد نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا، تو اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد میں انصاف سے کام لو۔ چنانچہ میرے باپ وہاں سے لوٹے اور اس عطیہ کو واپس لے لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بشیر کیا اس کے علاوہ تمہارے اور بھی اولاد ہے۔ میرے والد نے جواب دیا، جی ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا، تو کیا تم نے ہر ایک کو اتنا ہی عطیہ دیا ہے؟ والد نے کہا، نہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا، تو اس وقت مجھ کو گواہ نہ بناؤ، اس لیے کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) مجھ کو ظلم پر گواہ نہ بناؤ اور ایک اور روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا)، اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنا لو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو یہ چیز پسندیدہ ہے کہ تمہاری بھلائی کرنے میں سب برابر ہوں؟ والد نے عرض کیا، جی ہاں! ضرور پسند ہے۔ آپ نے فرمایا تو اس وقت برابری کیوں نہیں کرتے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْحِبْوَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وقال: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اس وقت جب کہ جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ خَطَبَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِیْ خُطْبَتِهٖ: ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ تَاْکُلُوْنَ شَجَرَتَیْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا خَبِیْثَتَیْنِ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ، لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ رِیْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِی الْمَسْجِدِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَی الْبَقِیْعِ، فَمَنْ اَکَلَهُمَا فَلْیُمِتْهُمَا طَبْخًا۔ رواہ مسلم۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور اپنے (طویل) خطبہ میں فرمایا کہ پھر تم اے لوگو! ان دو درختوں (یعنی لہسن اور پیاز) کو کھاتے ہو، اور میری نظر میں یہ خبیث چیزیں ہیں۔ اور بے شک میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اگر آپ کو مسجد میں ان دونوں کی بو کسی شخص سے آجاتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مدینہ سے خارج کر کے بقیع (قبرستان) تک پہنچوا دیا کرتے تھے۔ اس لیے جو ان دونوں چیزوں کو کھائے تو اس کو چاہیے کہ پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا، اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْیَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا۔ متفق علیہ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا، تو وہ ہم سے علیحدہ یا ہماری مسجدوں سے کنارہ کش رہے۔

ف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی خوش بو وغیرہ سے محبت تھی اسی قدر بدبو سے نفرت تھی۔ اس لیے فرمایا کہ بدبودار چیز استعمال کر کے کوئی ہماری مسجد میں نہ آئے۔ سگریٹ اور حقّہ نوش مسلمان کو اس حدیث سے سبق لینا چاہیے۔

امیر پرنٹنگ پریس جی ٹی روڈ شاہدرہ میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ

خُدّامُ الدّین

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر

مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۰ | ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۸ر ستمبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۱۹

اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھئے

حکیم کائنات سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک وہ ان چاروں کو یا اس ایک کو ترک نہ کر دے منافق ہوگا چاروں باتیں یہ ہیں:۔

۱۔ امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔
۲۔ گفتگو کرے تو جھوٹ بولے۔
۳۔ عہد کرے تو توڑ دے۔
۴۔ لڑے تو گالیاں بکے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں وہ یقیناً منافق ہے۔ خواہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور اسلامیت کا دعوے دار ہو:۔

۱۔ بات کرے تو جھوٹ بولے۔
۲۔ وعدہ کرے تو ایفا نہ کرے۔
۳۔ امین بنایا جائے تو بددیانتی کرے۔ (مسلم)

احادیث مذکورہ بالا کو پڑھ جائیے اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھئے تو منافقت کی بڑی بھیانک تصویر نظر آئے گی۔ اور ہر شخص تقریباً یہی محسوس کرے گا کہ وہ نفاق کی بیماری میں مبتلا ہے۔ بددیانتی، دروغ گوئی اور شکستِ عہد کے داغہائے سیاہ سے ہم اکثروں کے دامن داغدار ہیں۔ اور لڑائی میں گالیاں بکنے کی معصیت تو اس قدر عام ہے کہ ہم نے اسے معصیت ہی سمجھنا چھوڑ دیا ہے بلکہ یہ مرض یہاں تک تجاوز کر چکا ہے کہ والدین اولاد کو، بھائی دوسرے بھائی کو اور دوست دوست کو پیار سے گالیاں دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض جاہل لوگوں کے بچے جب پہلی مرتبہ بولتے ہیں اور گالی دیتے ہیں تو اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے کہ آج ہمارے بچے نے گالی دی ہے۔ حالانکہ خوشی اس بات کی ہونی چاہئے تھی کہ آج ہمارا بچہ بولا ہے اور اس کی زبان سے اللہ کا پیارا نام ادا ہوا ہے۔ اس نے درود شریف پڑھا ہے یا قرآن کریم کی کوئی آیت تلاوت کی ہے۔ مگر افسوس کہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلامی حیاداری اور اخلاق کا تقاضا یہ تھا کہ گالی تو کجا ہماری زبانیں بے شرمی کی معمولی سی بات سے بھی آلودہ نہ ہوں اور حالت یہ ہے کہ ماں اور بہن کی گالیاں ہمارے اکثر گھرانوں میں جزوِ کلام بن چکی ہیں اور لڑائی میں تو ہمارے بعض ثقہ حضرات بھی گالی سے نہیں چوکتے ——

غیبت یا چغل خوری جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ اور اس کی بہت مذمت بیان فرمائی ہے۔ ایک عام چیز ہو گئی ہے۔ جس مجلس میں جائیے اور جس شخص کو دیکھئے الّا ماشاءاللہ وہ اس موذی مرض کا شکار دکھائی دے گا۔ امانت کا غصب کرنا ایک عام چیز ہو کر رہ گئی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس کسی کا راز امانت ہے تو وہ اسے آشکار کرنے میں باک محسوس نہیں کرتا اور اگر کسی کے پاس کسی کا مال یا کوئی دوسری جنس امانت ہے تو وہ اسے ہتھیا لینے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ چہ جائیکہ اسے کوئی جرم خیال کرے۔ جہاں تک جھوٹ کا تعلق ہے ایک ہزار اشخاص میں سے شاید ہی کوئی ایک شخص سچ بولنے والا مل سکے۔ غرضیکہ سارا ماحول اور معاشرہ ہی نفاق کے راستے پر چل نکلا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ نہ صرف نفاق کے راستے پر چل نکلا ہے بلکہ نفاق کے راستے پر سرپٹ دوڑ رہا ہے تو زیادہ بہتر اور صحیح ہوگا۔

کاش ہم اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اور اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کس طرح ہماری

سیاہ کاریاں

اسلام کے پاکیزہ اور خوشنما چہرہ کو مسخ کر رہی ہیں۔

آپ کے ووٹ کا صحیح حقدار کون ہے؟

چند دنوں تک انتخابات کی گہما گہمی شروع ہونے والی ہے اور یہ سوال پوری قوم کے سامنے آنے والا ہے کہ ووٹ کسے دیا جائے اور اس کا صحیح حقدار کون ہے؟ خدام الدین کوئی سیاسی پرچہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ کسی مخصوص جماعت کا سرکاری آرگن ہے مگر ووٹ کی قدر و قیمت اور انتخابات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حالات کے پیش نظر اس کا مذہبی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ یہ کتاب و سنت کی روشنی میں ملک و قوم کی صحیح رہنمائی کرے۔ ہم اپنے ایک سابقہ اداریہ میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں قوم کے اوپر ایک بھاری ذمہ داری آپڑی ہے۔ چنانچہ علما، کرام، صوفیاء عظام، دیندار لوگوں اور ائمہ مساجد کا یہ فرض ہے کہ وہ صحن مساجد، ریاضت کے حجروں اور بے خبری و غفلت کے کونوں سے نکل کر عوام الناس کی پوری رہنمائی کریں۔

موجودہ حالات میں یہ غنیمت ہے کہ آپ کو بالواسطہ انتخاب سے سابقہ پڑ رہا ہے اور جن کو آپ ووٹ دیں گے اُن سے آپ کو واقفیت ہے۔ آپ اُن کے اخلاق و کردار، طرزِ زندگی اور فکر و عمل سے باخبر ہیں۔ چنانچہ ان حالات میں بھی اگر آپ نے ملک و قوم اور اسلام کے مفاد کو پسِ پُشت ڈال دیا اور ذات و برادری کو فوقیت دی یا ذی اقتدار اور مالدار لوگوں سے مرعوب ہو کر اپنے ووٹ کا غلط استعمال کیا تو یہ ملک و ملت اور مذہب پر ایسا ظلم ہوگا جس کا خمیازہ آپ کو ایک عرصہ تک بھگتنا پڑے گا اور اس عرصہ میں آپ سے اس کی کوئی تلافی نہ ہو سکے گی۔

پہلے یہ سوچ لیجئے کہ آپ اس ملک میں شریعتِ اسلامیہ کا نفاذ چاہتے ہیں یا نہیں؟ اگر چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں تو ان افراد کو ووٹ دیجئے اور انہیں کامیاب کرائیے جو اس مقصد میں آپ کے لئے مفید ہیں علماء اسلام کے نمائندہ ہیں اور اہل حق حضرات سے تعلق رکھتے ہیں ایسے افراد اگر آگے نہ آنا چاہیں جیسا کہ ان کا معمول ہوتا ہے تو انہیں گھسیٹ کر آگے لائیے اور انہیں سمجھائیے کہ اس وقت ملک و قوم اور اسلام کو ان کی سخت ضرورت ہے۔

یاد رکھئے آپ کے نمائندے کی کم سے کم خصوصیات یہ ہونا چاہئیں کہ وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہو۔ لین دین کا کھرا ہو۔ دروغ گوئی سے دُور رہتا ہو۔ ملک و قوم کا بہی خواہ ہو۔ خدمتِ خلق کا جذبہ رکھتا ہو۔ متکبر اور ریاکار نہ ہو اور سب سے بڑھ کر اسلام کا درد اپنے سینے میں رکھتا ہو۔ ایسی ہی خصوصیات کا حامل آپ کے ووٹ کا صحیح حقدار ہے اور ایسے ہی افراد کو آگے لانا وقت کا تقاضا اور اسلام کی پکار ہے۔

مجلس ذکر:۔ ۳ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۶۴ء

ریا شرکِ اصغر ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرَّجیمِ° بسم اللہ الرحمن الرحیم

بزرگانِ محترم! آج میں کچھ معروضات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہماری اکثر یہ دعا ہوتی ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئاً نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَا نَعْلَمُہٗ

یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ کسی ایسی چیز کو تیرا شریک ٹھہراؤں جس کو میں جانتا ہوں اور تجھ سے اُس چیز کے بارے میں بخشش طلب کرتا ہوں جس کو میں نہ جانتا ہوں یعنی جان بوجھ کر شرک کرنے سے اور بِن جانے شرک سے توبہ!

لیکن اس کے باوجود اکثر لوگوں کے شب و روز شرک میں گزرتے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ پتھر کے بتوں اور مورتیوں کو ہم نہیں پوجتے لیکن مختلف قسم کے بت ہم نے خود تعمیر کر رکھے ہیں۔ کہیں جاہ پرستی کا بُت ہے، کہیں اقتدار کا بت ہے اور کہیں اغراض کے بت ہیں۔ خود ریا یعنی دکھلاوے کے متعلق رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے نماز، روزہ، صدقہ دنیا کو دکھاوے کے لئے ادا کئے وہ مشرک ہوگیا۔ (بیہقی)

نمائش و نمود کی بیماری

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اللہ کی بارگاہ میں عالم، سخی، قاری اور شہید سب حاضر کئے جائینگے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سوالات کرنے کے بعد فرمائیں گے کہ ان کو دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ وہ عرض کریں گے یا اللہ ہم نے تیری خاطر طرح طرح کے دُکھ اُٹھائے، تکلیفیں جھیلیں، تیرا نام لیا، لوگوں تک تیرا پیغام پہنچایا، ساری زندگی تیری راہ میں وقف کی اپنی جان تیری راہ میں قربان کردی لیکن اس کے بدلے میں ہمیں یہ اجر مل رہا ہے۔ کہ دوزخ میں ڈال دیا جائے؟ اُن کے اس چیخنے پکارنے پر حق تعالیٰ شانہٗ صاف طور پر ارشاد فرمائیں گے کہ ہم سے تمہارا کوئی عمل چھپا ہوا نہیں تھا۔ ہم تو تمہارے دلوں میں پیدا ہونے والے ارادوں تک سے باخبر تھے۔ تم نے علم اس لئے نہیں پڑھا اور پڑھایا تھا۔ کہ تم سے میں راضی ہو جاؤں۔ بلکہ اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں تم نے سخاوت کو شعار اسلئے نہیں بنایا تھا۔ کہ اس کے نتیجے میں تم سے میں راضی ہوجاؤں بلکہ اپنی ناموری کے لئے تم صدقات و خیرات اور زکوٰۃ ادا کئے کرتے تھے۔ اپنی جان تم نے اس لئے قربان نہیں کی تھی۔ کہ کہ ایسا کرنے میں میری رضا شاملِ حال ہوگی بلکہ تمہارا نظریہ اُس وقت یہ تھا۔ کہ لوگ واہ واہ کے ڈونگرے برسائیں گے۔ اور ہمیں عزت و شہرت حاصل ہوگی۔ لہٰذا تمہارے یہ سبب اعمال مردود ہیں۔ کیونکہ تم نے یہ اعمال خالص میری رُضا کے لئے نہیں کئے۔ بلکہ ان میں ریا اور نام و نمود کو دخل تھا۔ اور اس لئے ان میں شرک کی ملونی ہوگئی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان ہوچکا ہے۔ کہ جو شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ لوگوں کی رضا کے لئے کرتا ہے وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس ارشاد نبوی کی روشنی میں یہ حقیقت اچھی طرح جان لیجئے۔ کہ مشرک فقط وہی نہیں جو سورج چاند، ستاروں اور بتوں کے سامنے سجدے کرتا ہے بلکہ اللہ کے سوا کسی غیر کی رضا کا تصور بھی دل میں رکھنا درحقیقت شرک ہے

ریاکار قاری جہنم میں ڈالا جائے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریاکار قاری جہنم کی اُس وادی میں عذاب دئے جائیں گے۔ جس کا نام "جب الحزن" ہے۔

عزیزانِ محترم! یاد رکھئے یہ سزا قاریوں کو اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے قرآن عزیز کو اللہ کی رضا کے لئے نہیں پڑھا بلکہ ناموری، نمائش اور عزت و شہرت کے حصول کے لئے تلاوت کیا۔ وہ قرآن عزیز لوگوں سے روپے پیسے بٹورنے کے لئے اور اپنی آؤ بھگت کرانے کے لئے خوش آوازی سے تلاوت کرتے تھے۔ اور خلوص کو اس میں رائی برابر دخل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے قاریوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور ریاکاری کی لعنت سے بچائے آمین۔

محترم حضرات:۔

یاد رکھیئے اللہ کے ہاں فقط وہی نیکی قبول ہوتی ہے۔ جس میں اخلاص ہو۔ اخلاص کے معنی ہیں کہ یہ کام اللہ کے لئے اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے۔ غیر اللہ کو نہ دکھلانا مقصود ہے۔ اور نہ نہ سنانا اور نہ غیر اللہ سے واہ واہ کرانا پیشِ نظر ہے اگر اس طرح عمل ہوگا تو مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا اور اگر اس کے برعکس ہوگا۔ تو عند اللہ مردود ہوگا اور اس کی کوئی قدروقیمت بارگاہ الٰہی میں نہیں ہوگی۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھیڑیا اگر بکری کو پھاڑ جائے تو وہ ہمارے کام کی نہیں رہتی۔ اسی طرح ریا نیکی کو پھاڑ کر کھا جاتی ہے اور وہ نیکی ہمارے کسی کام کی نہیں رہتی

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا کہ جس نے جس کے لئے دنیا میں کام کیا تھا۔ اس سے جا کر اجر لے لے مگر وہاں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کوئی نہ ہوگا۔ بارگاہ رب العزت میں اجر فقط اُسی کو ملے گا جس نے فقط اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے لئے کام کیا ہوگا۔

منافقین کے متعلق ارشاد باری ہے۔

وَاِذَا قَامُوْآ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (پ ۵ النساء آیت ۱۴۲)

ترجمہ۔ اور (منافق) جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ منافقین نماز میں اسی لئے شامل ہوتے تھے۔ کہ لوگ ان کو دیکھیں کہ یہ بھی نمازی ہیں — وہ نمازیں خدا کا حکم سمجھ کر نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں اللہ کی رضا کے لئے آتے تھے۔ بلکہ محض دکھلاوے کے لئے حاضری دیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس دکھلاوے کی لعنت سے نجات دے۔ کیونکہ یہ بہت بڑی روحانی بیماری ہے۔ اور انسان کے کسی عمل کو باقی نہیں رہنے دیتی

ریا شرک اصغر ہے

محمود رضؓ بن لبید کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا "ریاء" — دوسری حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جو محض اپنے عمل کو مشہور کرنے کے لئے کرے گا۔ خداوند تعالیٰ اس

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

خطبہ جمعہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۶۴ء

فقط بھلا چنگا اور بے روگ دل ہی قیامت کے دن کام آئے گا

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ؎۔

سورۃ الشعراء رکوع ۵۔ آیت ۸۹۔ پ ۱۹۔

ترجمہ:۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہو گا۔ وہی وہاں (قیامت کے دن) کام دے گا۔ تیرے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

حاصل

قیامت کا دن ایسا کڑا دن ہے۔ کہ اُس دن نہ دولت کام آئے گی اور نہ اولاد۔ اُس دن جو چیز کام آسکتی ہے وہ قلبِ سلیم ہے

قلبِ سلیم

یعنی سالم اور بے روگ دل وہ ہے جو کفر و شرک، نفاق اور فاسد عقیدوں کی پلیدی سے پاک ہو جس میں ایک اللہ تعالےٰ ہی سمائے اور باقی سب چیزیں اُس سے نکل جائیں۔ رضا مطلوب ہو تو اُسی کی، احکام کی تعمیل ہو تو اُسی کی ہو اور خوف ہو تو اسی کا ہو۔ اللہ جل شانہٗ کے سوا باقی سب چیزوں کو اسباب کا درجہ دیا جائے اور نگاہ فقط مسبب الاسباب پر رہے۔ سوائے حق تعالےٰ شانہٗ کے دنیا کی کسی چیز کو مقصود بالذات نہ بنایا جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان سب چیزوں کو قرآن عزیز میں "متاع الدنیا" قرار دیا ہے:۔

دُنیا کی متاع

قولہ تعالےٰ:۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

ترجمہ:۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

بزرگانِ محترم!

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں جتنی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے ان سب کو متاع الدنیا (سامانِ دنیا) قرار دیا ہے۔ انہیں میں بیوی اور بیٹوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:۔

مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔ میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں لیکن اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرتِ اولاد ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ مقصود و مندوب ہے۔ چنانچہ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے کہ اگر اُس کی طرف دیکھے خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبردار پائے کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے۔ غرضیکہ جتنی چیزیں اس آیت میں متاعِ دنیا کے سلسلے میں بیان ہوئی ہیں سب کا محمود و مذموم ہونا نیّت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہوتا رہے گا۔

محترم حضرات!

ظاہر ہے بعض دنیاوی اشیاء میں انسان کے لئے طبعی طور پر کشش ڈال دی گئی ہے۔ یہ چیزیں اُسے بہت پسندیدہ ہیں۔ لیکن اکثر لوگ حد سے زیادہ ان کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور خدا کو بھول جاتے ہیں۔ ان چیزوں کو عزیز رکھنا جیسے کہ بیان ہوا کہ نیت کے تفاوت سے متفاوت ہو گا۔ بذاتِ خود مذموم یا گناہ نہیں۔ دنیاوی زندگی گذارنے کے لئے یہ چیزیں ناگزیر ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا بُرا نہیں۔ لیکن احتیاط بہرحال لازم ہے کہ ان کی طرف رجحان یا رغبت ضرورت سے زیادہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ اس طرح انسان ان میں مگن ہو جائے گا۔ آہستہ آہستہ انہیں مقصدِ حیات سمجھ لے گا۔ اپنی منزل کو بھول جائے گا۔ اور راہ سے بہت دُور بھٹک جائے گا۔ چنانچہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چیزیں فانی ہیں۔ صرف دنیا میں کام آنے والی ہیں۔ دنیا سے اُٹھ جانے کے ساتھ ہی ان سے تعلق ٹوٹ جائیگا

اس لئے انہیں ان کی صحیح جگہ پر رکھتے ہوئے آخرت کا بھی سامان کریں۔ اصل ٹھکانہ وہیں ہے اور بقا بھی اُسی زندگی کو حاصل ہے

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو بیوی بڑی پیاری ہوتی ہے۔ جب وُہ آتی ہے تو ماں بھی بھول جاتی ہے۔ بیوی کیا آئی گویا خدا آگیا۔ بیوی اور بچوں کے عیش و آرام کے لئے پیسہ چاہئے۔ اس لئے اس کا بھی ذکر فرمایا:۔

وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ

اس زمانے میں موٹریں نہ تھیں۔ بہترین سواری گھوڑے کی سمجھی جاتی تھی۔ اس کا بھی ذکر فرما دیا۔ پھر دودھ پینے کے لئے گائے بھینس چاہئے۔ ان کے لئے کھیتی باڑی چاہئے۔ ان کا بھی ذکر فرما دیا۔ ان سب چیزوں کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:۔

ذٰلِکَ مَتَاعُ الدُّنْیَا

یہ سب چیزیں دنیا کا سامان ہیں۔ آخرت میں کچھ کام نہ دیں گی۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کون کہتا ہے کہ بیوی کا بائیکاٹ کرو اور باقی چیزوں کو گھر میں نہ رکھو۔ بے شک بیوی اور باقی چیزیں جمع کرو۔ لیکن ان کو متاع کے درجے میں رکھو۔ مقصود بالذات نہ بناؤ۔ اس کے برعکس سودخوار اور رشوت خوار ان کو مقصود بالذات بناتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پیسہ آئے۔ خدا اور خدا کا رسولؐ روٹھ جائے تو روٹھ جائیں کوئی پرواہ نہیں مگر قلبِ سلیم رکھنے والا انسان بے روگ دل رکھنے والا انسان یہی کہے گا کہ ساری دنیا جاتی ہے تو جائے مگر اللہ اور اس کا رسولؐ نہ روٹھیں۔ وہ راضی رہیں۔

یاد رکھئے! اگر یہ نعمت مل گئی کہ ماسوا اللہ دل سے نکل گیا تو انسان دنیا میں چلتا پھرتا بہشتی نظر آئے گا۔ یہ نعمت دفتروں اور سیٹھوں کی چاکری میں نہیں ملتی بلکہ اللہ اللہ کرنے والے برگزیدہ بندوں کی صحبت میں ملتی ہے۔ جب دل میں یہ نور آتا ہے تو ظلمت کافور ہو جاتی ہے دیکھو! اگر ایک ٹمٹماتے چراغ سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے تو کیا اللہ کے پاک نام کے نور سے دل روشن نہ ہو گا؟ حالانکہ اللہ ہی نور السموٰت والارض ہے۔ اسی کے پاک نام کی برکت سے یہ سارا جہاں روشن ہے۔ سورج میں نور ہے تو اسی کا۔ چاند میں نظر آ رہا ہے تو اسی کا نور ہے۔ اور ستاروں میں بھی اسی کے نور کی جلوہ گری ہے۔ غرض ہر چیز میں اسی کی صفات کا جلوہ ہے۔

پس اے بندگانِ خدا اور برادرانِ عزیز! اپنے قلوب کو اسی کے پاک نام سے روشن کرو تاکہ یہ قلب سلیم بن جائے اور آخرت میں تمہارے کام آئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد گرامی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ان فی الجسد لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب

بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے

محترم حضرات!

دل کے ٹھیک ہو جانے کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک اللہ کا ہو کر رہے۔ اگر دل کی پوری طرح اصلاح نہ ہوئی تو انسان کامل نہ ہو گا۔ اور خسارے میں رہے گا۔

بزرگانِ محترم!

دل کی درستی اللہ والوں کی صحبت میں اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کی اصلاح فرما دے اور ہمیں قلب سلیم عطا فرما دے کہ یہی آخرت کے دن کام آئے گا آمین یا الٰہ العالمین

چٹ پر سرخ نشان

چندہ کے ختم ہونے کی علامت ہے جسے آپ دیکھتے ہی فوراً چندہ بھیج دیں۔
تاکہ
یہ کارِ خیر آپ کے نام جاری رکھا جا سکے

کتاب و سُنّت کی تبلیغ بند

اس لئے ہوئی کہ مندرجہ ذیل مقامات پر ایجنٹس حضرات نے ایجنسی تو لے لی لیکن قیمت ادا نہیں کی ہم مسلسل یاد دہانی کراتے رہے۔ لیکن بے سود۔ حتیٰ کہ جب ہم نے کہا کہ عدم ادائیگی پر پرچہ میں نام شائع کر دیں گے تب بھی ان نادہندہ حضرات کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ نام محض قارئین کرام کی اطلاع کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں کہ از راہِ ثواب انہیں مجبور کریں کہ وہ نجات اخروی کی خاطر جلد از جلد ادائیگی کر دیں۔ آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ قرآن پاک چل پھر کر فروخت کرنے والے قرآن پاک تین ماہ کے ادھار یا ساڑھی ساونی کے ادھار پر فروخت کر دیتے ہیں۔ اُن کی ادائیگی خریدار حضرات بڑی احتیاط سے کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ایجنٹس کئی سال سے خدام الدین کے پیسے دبائے بیٹھے ہیں۔ "خدام الدین" اللہ کا مال ہے۔ بمثل کتاب اللہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے لیکن دنیاوی اور دینی خسارہ انہی حضرات کے حصہ میں ہو گا جنہوں نے پرچہ خریدا لیکن قیمت ادا نہیں کی۔ وما علینا الا البلاغ۔

العارض۔ مشتاق حسین بخاری مینجر ہفت روزہ ہذا

۱۔ مولانا عبد المنان صاحب اکوڑہ خٹک ضلع پشاور	۷۴،۰۴
۲۔ محمد سعدی صاحب مدرسہ اسلامیہ بھٹ شاہ براستہ ٹنڈو آدم	۴۲،۵۱
۳۔ ماسٹر محمد حاتم صاحب پنو عاقل	۱۷۶،۵۸
۴۔ جناب سلطان محمود صاحب پیر محل لائلپور	۵۹،۶۳
۵۔ چوہدری منظور احمد نانڈلیانوالہ	۱۵۴،۱۶
۶۔ غلام ظہیر صاحب ٹامی والی خیرپور	۴۰۷،۲۵
۷۔ محمد رفیق صاحب ٹنڈو محمد خان	۱۵،۵۴
۸۔ عبد المجید ٹانک ضلع بنوں	۳۴،۴۴
۹۔ عبد الواحد صاحب جہانیاں منڈی	۴۲،۸۳
۱۰۔ محمد دین صاحب جھاوریاں	۶۶،۶۳
۱۱۔ نیشنل نیوز ایجنسی جتوئی	۱۹،۸۷
۱۲۔ حافظ محمد یعقوب حیدرآباد ٹرنک مرچنٹ شاہی بازار	۳۶،۰۶
۱۳۔ عبد الرحیم صاحب حیدرآباد	۹۶،۸۰
۱۴۔ مکتبہ علمی لیاقت شو مارکیٹ حیدرآباد	۱۲،۵۰
۱۵۔ محمد نفیس۔ بڑا علم خیرپور میرس	۱۷۹،۸۵
۱۶۔ مولانا عبد الحلیم صاحب ڈوگر ڈھاباں سنگھ ضلع شیخوپورہ	۱۳،۶۹
۱۷۔ حضرت مولانا نسیم احمد مدرسہ الفرقانیہ محلہ کرتارپورہ راولپنڈی	۵۹۸،۸۴
۱۸۔ ظفر اللہ صاحب معرفت غلام قاسم صاحب رحیم یار خان	۴۴،۹۰
۱۹۔ جناب مولانا محمد سعید صاحب خطیب عربی مدرسہ سبی	۸۴،۷۵
۲۰۔ محمد حنیف صاحب سرائے نورنگ ضلع بنوں	۳۴،۷۶
۲۱۔ حبیب بک سٹال علی پور ضلع مظفرگڑھ	۳۹،۱۵
۲۲۔ حاجی عبد الرحمن صاحب بردہی کراچی شہر	۲۵۱،۴۰
۲۳۔ محمد عبد اللہ ملک کوٹ قلی خان ضلع بہاولنگر	۱۹،۰۳
۲۴۔ محمد عمر انصاری۔ گنری سندھ	۳۸،۴۵
۲۵۔ صدیقی برادرز تاجران کتب سٹیشنری حیدرآباد کالونی کراچی ۵	۱۶۲،۹۹
۲۶۔ حافظ عبد الرشید صاحب کچا کھوہ ضلع ملتان	۸۱،۴۶
۲۷۔ مولانا عبد الرحمن صاحب کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد	۳۳،۷۶
۲۸۔ سید عشرت حسین برنی کندیاں ضلع میانوالی	۲۷،۰۰
۲۹۔ ماسٹر گل محمد صاحب چلتان مارکیٹ کوئٹہ چھاؤنی	۳۵،۰۰
۳۰۔ ابو یونس صاحب لیاقت پور رحیم یار خاں	۱۲،۰۷
۳۱۔ الٰہ بخش صاحب منڈی عبد الحکیم	۲۷،۵۶
۳۲۔ برکت علی خاں ماتلی براستہ ٹنڈو آدم	۲۳۱،۰۹
۳۳۔ میاں برادرز میانوالی	۴۲،۴۰

باقی نام آئندہ لکھے جائیں گے۔

سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ماموں کانجن ضلع لائلپور کا سالانہ جلسہ ۳، ۴، ۵ جمادی الآخر بمطابق ۱۰-۱۱-۱۲ اکتوبر ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ پیر ہونا قرار پایا ہے جس میں ملک کے جلیل القدر علماء و صوفیاء شریک ہونگے احباب مطلع رہیں۔

حافظ حسام الدین مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ماموں کانجن

دُعا کی اپیل

سمندری یکم ستمبر ۱۹۶۴ء مستری محمد علی ملازم چاند فیکٹری نے اپنی لڑکی نو سالہ حبیب اختر کے لئے دردمند مسلمانوں سے دعا کی اپیل کی ہے۔ عرصہ ایک سال ہوا ایک مرد اور عورت دونوں میاں بیوی ۔۔۔ اکٹھا کاروبار کرنے لگے۔ چند ماہ کے بعد وہ دونوں میاں بیوی حبیب اختر کو ورغلا کر لے گئے۔ پولیس بھی مصروف تفتیش رہی مگر کوئی سراغ نہیں ملا۔ اب تمام سہارے ختم ہو گئے صرف ایک سہارا اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے۔ لہٰذا دعا کریں کہ مظلوم بچی مل جائے۔ اور والدین کی پریشانی دور ہو جائے۔ آمین

محمد علی جانباز
صدر مجلس تحفظ ختم نبوت۔ سمندری

ہند بنت عُتبہ

ایک چٹان جسے اسلام کے سوا کوئی نہ توڑ سکا

مائل خیر آبادی

مائل صاحب کا یہ مضمون "الحسنات" رام پور میں چھپا تھا۔ طوالت کے خوف سے اس کے چند حصّے شائع کئے جا رہے ہیں (مدیر)

حضرت ہند بنت عُتبہ رضی اللہ عنہا قریش کے سب سے بڑے رئیس عُتبہ کی بیٹی تھیں۔ یہ عُتبہ وہی شخص ہے جسے قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس مصالحت کے لئے بھیجا تھا کہ حضورؐ اپنی دعوت میں کچھ نرمی اور لچک پیدا کر لیں۔ اور اس کے صلے میں چاہیں تو انہیں سرداری دے دی جائے گی چاہیں تو اتنی دولت دے دی جائے کہ سات پشتوں تک کافی ہو یا چاہیں تو عرب کی سب سے بڑی حسینہ آپ کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔

یہ عتبہ وہی عتبہ ہے جو جنگ بدر میں لشکر کفار کا سپہ سالار بن کر گیا تھا اور اپنے کو اتنا صاحب مرتبت سمجھتا تھا کہ اپنے سے کمتر سپاہی سے لڑنا پسند نہیں کرتا تھا۔ یہی عتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہادر چچا حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہی عتبہ حضرت ہندؓ کا باپ تھا۔ آپ سمجھ لیجئے۔ کہ ایسے باپ کی تربیت میں جو لڑکی پروان چڑھے، وہ کس دل و دماغ کی عورت بن سکتی ہے؟ سونے پر سہاگہ یہ کہ شادی بھی ہوئی تو ایسے شخص سے جو مزاج و کردار کے اعتبار سے عتبہ ثانی تھا۔ یعنی ابوسفیان بن حرب، حرب عرب کا وہ مشہور بہادر شخص ہوا ہے جو عرب کی مشہور لڑائی جنگ فجار میں قریش کا سپہ سالار اعظم تھا۔ غور کیجئے۔ باپ ویسا اور شوہر ایسا، اب اس شراب کے دو آتشہ ہونے میں کون شک کر سکتا ہے؟

حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ کا دل چٹان کی طرح سخت تھا۔ جب تک وہ اسلام نہ لائیں مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی بدترین دشمن رہیں۔ پھر جب مسلمان ہو گئیں تو دل کی سختی کا رُخ کفر کی طرف ہو گیا اور وہ عداوت کفر میں بھی چٹان ہی ثابت ہوئیں حضرت ہند کے یہ دونوں رُخ دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ عبرت انگیز بھی ہیں۔ ایک طالب تربیت بڑی نصیحت حاصل کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہم نے حضرت ہند کو اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موضوع بنایا۔

ہم اوپر یہ بتا ہی چکے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں مکّے کا رئیس اعظم عتبہ حضرت حمزہؓ کی تلوار سے جہنم رسید ہوا۔ جنگ بدر میں مکّے کے اور بھی بہت سے بڑے بڑے لوگ مارے گئے تھے چنانچہ ان کے بعد قریش کا سب سے بڑا رئیس ابوسفیان ہوا۔ ادھر ابوسفیان نے جنگ بدر کا بدلہ لینے کی قسم کھائی ادھر اس کی بیوی ہند نے بھی باپ کے قاتل حضرت حمزہؓ سے انتقام لینے کی ٹھانی۔

جنگ بدر کے بعد دوسرے ہی سال جب مکّے سے بڑا لاؤ لشکر کے ساتھ ابوسفیان سپہ سالار بن کر مدینے کی طرف چلا تو ہند بھی بہت سی عورتوں کے ساتھ ساتھ چلیں۔ ہند نے مکّے کے مشرکوں کی حمایت میں اس لڑائی (جنگ اُحد) میں جس جوش و خروش اور غیظ و غضب کا مظاہرہ کیا اس سے دل کانپ جاتا ہے۔

جس وقت مکّے کے کافروں اور مدینے کے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا۔ اس وقت ہند رجزیہ اور جوشیلے اشعار گا گا کر کافروں کو مرنے اور مارنے پر ابھار رہی تھیں۔ ان کے جوش کا اندازہ ان کے اشعار سے لگایا جا سکتا ہے جو وہ دوسری عورتوں کے ساتھ مخصوص ساز "دف" پر گا رہی تھیں۔ نمونے کے طور پر صرف دو اشعار کا ترجمہ نیچے دیا جاتا ہے :۔

"ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں
ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں
اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے
اور پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گے"

اس لڑائی میں ہند کی وہ دلی مراد پوری ہوئی جو حضرت حمزہؓ کی شہادت کے لئے وہ مانگ رہی تھیں۔ جیسے ہی سنا کہ حضرت حمزہؓ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے اور ان کی رُوح جسم سے نکل گئی۔ وہ حضرت حمزہؓ کی لاش کی طرف بڑھیں۔ لاش کا مثلہ کیا، کلیجہ نکال کر چبایا۔ اور اس طرح اپنے دل کو تسکین دی۔ ہند کا یہ انتقام اس قدر دردناک تھا کہ بڑے بڑوں سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ خود اُن کے شوہر ابوسفیان نے جب یہ سنا تو بولا کہ میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا۔ لیکن ہند نے جو کچھ کیا اس سے مجھے رنج نہیں ہوا۔

ہند کی یہ سنگ دلی ہرگز اس قابل نہ تھی کہ انہیں معاف کیا جاتا لیکن جب حضورؐ نے مکہ فتح کیا تو ابوسفیان کو بھی معاف کر دیا اور ہند کو بھی۔ ہند کو جب اس کی خبر ملی تو وہ حیران رہ گئیں۔ اب دل نے کروٹ بدلی۔ اپنے کئے پر نادم ہوئیں۔ شرم کے مارے چہرے پر نقاب ڈال کر حضورؐ کی خدمت میں آئیں۔ لیکن اس شان کی عورت کو بھلا حضور کیسے نہ پہچان لیتے؟ آپؐ نے پہچان لیا تو حضرت ہند نے کہا کہ میں بیعت کرتے وقت آپؐ سے سختی کے ساتھ بات کروں گی۔ حضورؐ نے منظور فرمایا اس کے بعد یہ گفتگو ہوئی :۔

ہند :۔ یا رسول اللہ! آپ ہم سے کن باتوں پر بیعت لیتے ہیں؟

حضورؐ :۔ یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہند :۔ یہ اقرار آپؐ نے مردوں سے نہیں لیا پھر بھی ہمیں منظور ہے۔

حضورؐ :۔ چوری نہ کرنا۔

ہند :۔ میں اپنے شوہر (ابوسفیان کے مال میں سے دو چار آنے کبھی لے لیا کرتی ہوں۔ معلوم نہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

حضورؐ :۔ اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند :۔ ہم نے اپنے بال بچّوں کو پالا تھا۔ بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپؐ نے ان کو مار ڈالا۔ اب آپؐ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

حضرت ہند نے اس ڈھٹائی کے ساتھ بیعت کی۔ لیکن جب دیکھا کہ حضورؐ کے چہرے پر بل تک نہیں آیا تو بولیں :۔

"یا رسول اللہ! اس وقت سے پہلے میں آپؐ کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتی تھی۔ لیکن اب آپؐ سے بڑھ کر میرا کوئی محبوب نہیں"۔

بیعت کے بعد حضرت ہند گھر پہنچیں تو اب وہ، وہ ہند نہ تھیں جو پہلے تھیں۔ گھر میں عبادت کے لئے جو بُت نصب کر رکھا تھا اسے اٹھا کر پٹک دیا۔ اس پر لعنت بھیجی اور کہا۔ "تیری ہی بدولت ہم سب گمراہی میں پڑے تھے۔"

مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے اپنے ایمان کو پختہ سے پختہ تر کیا۔ پہلے جس قدر بغض ان کو اسلام سے تھا، اب اسی کی جگہ کفر نے لے لی۔ چنانچہ ایک ایسا ہی ولولہ جنگ یرموک کے موقع پر دیکھا گیا۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی صاحب مدظلہ العالی

درس حدیث

مرتبہ :- محمد سلیمان قادری ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ کیمبل پور

۱- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ والرمضان الی الرمضان مکفرات بینھن اذا اجتنبت الکبائر

ترجمہ :- حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

پانچ نمازیں آپس میں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان سے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر کبائر سے بچا جائے۔

مثلاً ایک شخص نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر ظہر کی بھی پڑھی تو فجر اور ظہر کے درمیان میں جو لغزشیں ہوئیں اللہ ان کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح ظہر اور عصر کے درمیان اور عصر اور مغرب کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن نے فرمایا :- اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السیاٰت۔ بے شک انسان کی نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں۔ شرک۔ زنا۔ چوری اور بندوں کے تمام حقوق تقریباً کبائر میں سے ہیں۔ ان سے بچا جائے۔ نظر کی اور زبان کی غلطی تو انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ ہروقت محفوظ رہنا یہ صحابہ کا بھی نہیں بلکہ انبیاء کرام کا خاصہ ہے۔ پابند صوم و صلوٰۃ کے چھوٹے چھوٹے گناہ اللہ رب العالمین معاف فرما دیتے ہیں۔

۲- عن عبد اللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل احب الی اللہ تعالیٰ قال الصلوۃ علی وقتھا قلت ثم ای قال برالوالدین قلت ثم ای قال الجہاد فی سبیل اللہ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پیارے صحابی ہیں فرماتے ہیں میں نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضور سارے عملوں سے زیادہ پیارا عمل اللہ کے حضور میں کونسا ہے امام الانبیاء فرماتے ہیں۔ الصلوۃ علی وقتھا نماز پڑھنی اپنے وقت میں۔ یہ اللہ کو بہت پسند ہے سب عبادتوں سے زیادہ عاجزی اور زیادہ ذلت نماز میں پائی جاتی ہے۔ زکوٰۃ میں اتنی ذلت نہیں۔ روزہ میں اتنی ذلت نہیں نماز میں انسان اپنی جبین نیاز زمین پر رکھ کر ناک رگڑ کر اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہے۔ اسی وجہ نماز باقی عبادتوں سے مشکل ہے۔ وانھا لکبیرۃ فی زمانہ آپ اگر مسجد کے چندہ کے لئے کسی دوست کے پاس تشریف لے جائیں۔ تو وہ پانچ دس روپے دے ہی دے گا یا اور کچھ نہ کچھ کر دے گا۔ لیکن اگر یہ جاکر اس بھائی سے عرض کرو بھائی ہم نہ آپ سے چندہ مانگتے ہیں۔ اور آپ کی کسی امداد کے متلاشی نہیں۔ آپ مہربانی فرما کر پانچ وقت کی نماز مسجد میں آکر ادا فرمایا کریں۔ اس میں آپ ہی کا تو بھلا ہوگا۔ آخرت سدھر جائے گی۔ دنیاوی زندگی پر بہار ہو جائے گی تمہارے گھر یا تمہاری دکان یا دفتر یا کاروبار میں برکت ہوگی اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔ لیکن وہ کبھی نہ ایسا کرے گا الا ماشا اللہ اسی طرح ہماری بہنیں سارے کام کرتی ہیں اور نہیں تھکتیں۔ لیکن نماز کی طرف یہ بیماریاں بھی توجہ نہیں کرتیں۔ حالانکہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرۃ عینی فی الصلوۃ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب عبادتیں کیں۔ تلاوت۔ جہاد حج۔ روزہ وغیرہ مگر کسی عبادت کے لئے یہ نہ فرمایا بلکہ نماز کے لئے فرمایا۔ کہ نماز میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ اور ایک موقعہ پر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ تین کاموں میں ڈھیل نہ لگانا۔ ایک جب نماز کا وقت آجائے فوراً پہلے نماز ادا کرنا اور کام بعد میں کرنا یہ نہ کہنا کہ ابھی پڑھتا ہوں۔ کیا خبر کہ موت آجائے یا کوئی اور حادثہ پیش آجائے ہمارے کئی نمازی بچے اور بچیوں کی سستی سے' ابھی پڑھتا ہوں یا ابھی پڑھتی ہوں کرتے کرتے نماز رہ جاتی ہے۔ بعض دوست سارا دن دفتر کا کام کرتے ہیں رات کو آکر ساری نمازیں قضا کر لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ لیکن اللہ ایسی نمازوں کو قبول نہیں فرماتے۔ اللہ فرماتے ہیں۔ تیرا دنیا کا سارا نظام وقت سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ تو روٹی بھی وقت پر کھاتا ہے۔ میرے لئے سر جھکانے کے لئے (بیٹھے) دیتا ہے۔ بعض لوگ آخری وقت کے منتظر رہتے ہیں۔ خاص کر عصر کی نماز جس کے متعلق قرآن نے سب سے زیادہ سختی سے حکم فرمایا حفظو علی الصلوٰۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین۔ سب نمازوں کی حفاظت کرو۔ وقت پر ادا کرو لیکن عصر کی نماز کا، خاص خیال کرو۔ اس میں بعض نمازی مرد بھی اور عورتیں بھی سستی کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سورج پیلا پڑ جاتا ہے تو اٹھ کر جلدی جلدی چند ٹھونگیں مار لیتے ہیں۔ فرمایا اس طرح ٹھونگیں مارتے ہیں۔ جس طرح مرغ ٹھونگیں مارتا ہے۔ ایسی نماز جب اللہ کے ہاں پہنچتی ہے۔ تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ایسی نماز کو اس کے منہ پر مار دو۔ ایسی نماز کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ اور فرمایا جب کوئی مرجائے تو میت کو فوراً دفناؤ۔ دیر مت لگاؤ اگر نیک ہے تو وہ اپنی منزل کا منتظر ہے۔ جس طرح قیدی منتظر ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ روح بدن کی قید سے اب آزاد ہوگئی ہے۔ اب اسے اپنے مقام پر پہنچاؤ اور اگر بُرا ہے تو اس پر خدا کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ تم اسے کیوں اپنے گھر رکھ کر عذاب کے مستحق بنتے ہو۔ نیک آدمی کے لئے۔ کپڑے۔ بستر۔ چادر۔ درو دیوار۔ لوٹا غرضیکہ ہر چیز اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی ہیں یا اللہ تو اس شخص کی عمر دراز فرما۔ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ کہ اس نے اپنی عبادت سے ہمیں بھی منور کر دیا۔ اور بُرے آدمی کے لئے اُس کی چارپائی۔ اس کا بستر اس کے کپڑے درودیوار۔ کار۔ کوٹھی۔ مکان سب لعنت کرتے ہیں۔ پتلون کہتی ہے یا اللہ کیسے منحوس کے حوالے مجھے کیا ہے۔ خود بھی خبیث ہے اور مجھے بھی اس نے پیشاب سے ناپاک کر دیا غرض ہر چیز اس سے اللہ کی پناہ مانگتی ہے کون سا دن ہو کہ وہ اس سے نجات پائیں۔

اور فرمایا اے علیؓ! بے نکاح لڑکی کو گھر نہ چھوڑ۔ جب مناسب کف مل جائے فوراً نکاح کر دو۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سمجھ عطا فرمائیں۔ آج اس مصیبت میں بھی سب مبتلا ہیں۔ مولوی کہتا ہے کہ کوئی بڑا عالم ملے تو میں اسے اپنی لڑکی دوں اور پیر کہتا ہے کہ میرے (سالوے) کا کوئی نہیں ہاں تیرے سالوے کا کوئی نہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو حضرت علی اور حضرت ذوالنورین سالوے کے مل گئے۔ لیکن تیرے سالوے کا تجھے نظر نہیں آتا سب کم حیثیت کے مالک ہیں۔ پھر اے پیر تیرا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر تو نہ ہوا۔ بلکہ شیطان کے قدم پر ہوا جو بلا وجہ اپنی بیٹی کو گھر بٹھائے رکھتے ہیں۔ سارے گناہ ان پر پڑتے ہیں۔ وہ بچیاں دل سے بددعائیں دیتی ہیں۔ جو ان کے والدین اور بھائیوں کے سروں پر پڑتی ہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا۔ اے علیؓ جس وقت کسی بے نکاح کے لئے خاوند مل جائے فوراً نکاح کر دو

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

نبی رحمت کی شان

محمد امین
ہیڈ ماسٹر
لورسٹاک جابیہ
لاہور

مسلمانوں کا لشکر جا رہا ہے، راستے پر ایک شخص ملتا ہے۔ مسلمان اسے گرفتار کر کے حضورؐ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ حضورؐ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور صحابہ سے فرماتے ہیں کہ یہ تو گرفتار ثمامہ نجد کا رئیس التجار ہے۔ جو اہل مکہ کو اناج مہیا کرتا ہے پھر حضورؐ ثمامہ کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور دیر تک مسکراہٹ سے اسکا چہرہ دیکھتے رہتے ہیں۔ ثمامہ کی طرف سے کوئی جواب نہ پاکر حضورؐ اسے صحابہ کے حوالے کرتے ہیں۔ اور حکم دیتے ہیں کہ اس کی خوب خاطر تواضع کی جائے۔ اور میری اونٹنی کا دودھ پلایا جائے۔ اسی طرح حضورؐ ہر روز اسے اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور وہ ٹالتا رہتا ہے۔ ایک دن وہ اکتا کر کہتا ہے کہ آپؐ مجھے قتل کرا دیں یا فدیہ لے لیں اور بس۔ صحابہ چاہتے ہیں کہ وہ اہل مکہ کو اناج کی ترسیل بند کرنے کا وعدہ کرے تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ مگر حضورؐ فرماتے ہیں کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا ٹھیک نہیں۔ چنانچہ حضورؐ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ ثمامہ آزاد ہو کر غسل کرتا ہے اور واپس حاضر ہو کر اپنی خوشی سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ حضورؐ ثمامہ کے ایمان لانے کی خوشی میں کھجوریں تقسیم فرماتے ہیں۔ اور اسے کئی روز تک مہمان رکھتے ہیں۔

حضرت ثمامہ مسلمان ہونے کے بعد سیدھے مکہ جاتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ مشرکین مکہ آپ کی جرأت دیکھ کر مشتعل ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اتنے میں مکہ کا ایک شخص حضرت ثمامہ کو پہچان لیتا ہے اور پکار کر کہتا ہے کہ اے اہل مکہ تم اس شخص کو قتل کر کے بھوکے مر جاؤ گے۔ پتہ ہے یہ شخص کون ہے؟ ثمامہ بن اثال رئیس التجار ہے۔ جس کی وجہ سے اہل مکہ کو اناج ملتا ہے۔ چنانچہ مشرکین مکہ حضرت ثمامہ کے قتل سے باز رہتے ہیں۔ حضرت ثمامہ واپس گھر (نجد) پہنچتے تو اہل مکہ کو اناج بھیجنا بند کر دیتے ہیں

اہل مکہ بھوکوں مرتے ہیں تو ایک وفد حضرت ثمامہ کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ مگر حضرت ثمامہ نہیں مانتے۔ بالآخر مشرکین مکہ (دشمنان رسولؐ) کا ایک وفد مکہ سے مدینہ آتا ہے۔ اور حضورؐ اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حالات سے آگاہ کرنے کے بعد عرض کرتا ہے۔ کہ اگر ثمامہ نے اناج نہ بھیجا تو ہم بھوکوں مر جائیں گے۔ حضورؐ وفد کو تسلی دیتے ہیں۔ اور حضرت ثمامہ کی طرف قاصد بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ثمامہ! خدا نے تمہیں رزق دیا ہے۔ تم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاؤ اور دنیا کو بھوکا مارو۔ اہل مکہ کو بدستور اناج مہیا کرو۔ ورنہ خدا اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی سے عذاب کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب حضرت ثمامہ کو پیغام ملتا ہے۔ تو اناج جاری کر دیتے ہیں۔ اور حضورؐ سے ذاتی طور پر معذرت کرنے مدینہ منورہ تشریف لائے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی رسولؐ پاک کا جانی دشمن ہے۔ محض دکھاوے کا مسلمان ہے۔ عمل سے ہمیشہ رسول دشمنی میں ہمیشہ پیش پیش رہتا ہے۔ ہجرت کے بعد مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والا یہی شخص تھا۔ جنگ احد میں عین جنگ کے موقع پر اپنے تین صد ساتھیوں کو واپس لوٹانے والا یہی شخص ہے جنگ تبوک کے موقعہ پر مسلمانوں کو جہاد سے روکنے والا یہی بدبخت ہے۔ مدینہ مسلمان قبائل کو آپس میں لڑانے والا، اور یہودی قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والا یہی شخص ہے۔ غرضیکہ یہ اسلام دشمنی پر قسم کھائے ہوئے ہے۔

ابوجہل اور ابولہب مکی زندگی میں اور یہ رئیس المنافقین مدنی زندگی میں حضورؐ کا اسلام کا۔ بلکہ جملہ مسلمانوں کا سب سے بڑا بدخواہ رہا ہے۔ یہ دشمن رسول حضورؐ کے خلاف ایسی ایسی ناپاک سازشیں کرتا ہے کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور طاہرہ پر تہمت لگانے والا بھی یہی بدبخت ہے۔ اگرچہ خداوند کریم قرآن میں حضرت عائشہؓ کی برئیت فرما دیتے ہیں۔ مگر یہ دشمن رسولؐ پھر بھی باز نہیں آتا۔ اور حضورؐ کو ذہنی اور روحانی کوفت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہ اس کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آکر اس کا لڑکا جو مسلمان ہے۔ حضورؐ کی خدمت اقدس میں پیش ہو کر عرض کرتا ہے، کہ یا رسول اللہ: مجھے حکم دیں کہ میں اپنے باپ کو قتل کر دوں۔ مگر قربان جاؤں اس نبیٔ رحمت پر جواب میں فرماتے ہیں کہ خبردار ایسا ہرگز نہ کرنا۔ چنانچہ حضورؐ سخت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ مزید برآں جب رئیس المنافقین مرتا ہے تو حضورؐ اس کے کفن کیلئے اپنا کرتہ مبارک مرحمت فرماتے ہیں۔ اور بخشش کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ اور نماز جنازہ خود پڑھاتے ہیں۔ لیکن خداوند قدوس کا پیغام آجاتا ہے کہ آپ اگر اس کے لیے ستر مرتبہ بھی دعا مانگیں تو قبول نہ ہو گی۔ سبحان اللہ! کہاں اس کی شقاوت اور کہاں حضورؐ کی رحمت۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا
چہ نسبت عالم خاک را با عالم پاک

ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے کہ خدا تعالے کی طرف سے ممانعت آنے پر حضورؐ رک جاتے ہیں۔ اور پیغمبرانہ شفقت سے فرماتے ہیں کہ اگر خدا تعالے کی طرف سے قطعی ممانعت نہ ہوتی تو میں اس کے لیے ستر بار سے بھی زیادہ دفعہ مانگ لیتا۔ سچ ہے، نبی رحمت کی یہی شان ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

کچھ نیک کام کر لے

حاجی کمال الدین مدرس کارپوریشن سکول۔ محمود بوٹی۔ لاہور

اس بے وفا دنیا کا قیام تو تھوڑا ہے مگر اس کا دھوکا بہت زیادہ ہے۔ اس میں جو عزیز ہے آخرت میں وہ ذلیل ہے۔ اس میں جو دولت والا ہے آخرت میں وہ فقیر ہے۔ اس کا جوان بہت جلد بوڑھا ہو جائے گا۔ اس کا زندہ جلدی مر جائے گا۔ اس کا تمہاری طرف متوجہ ہونا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ کتنی جلدی منہ پھیر لیتی ہے۔ اور بے وقوف ہے وہ جو اس کے دھوکہ میں پھنس جائے۔ کہاں گئے وہ اس کے مالدار جنہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کئے۔ باغ لگائے۔ نہریں نکالیں اور عمدہ عمدہ عمارتیں بنوائیں۔ تھوڑے دن رہ کر سب کو چھوڑ کر چل دئے۔ اب دیکھ لو کہ مٹی نے اُن کے بدنوں کا کیا حال کر دیا کیڑوں نے کھا کھا کر اُن کے جسموں کو کیسے چھلنی کر دیا۔ وہ لوگ دنیا میں نہایت عمدہ عالیشان مکانوں میں، مسہریوں کے نیچے، نرم نرم گدوں پر نوکروں اور خادموں کے ساتھ آرام کرتے تھے۔ دوست واحباب، عزیز و اقارب اور نوکر چاکر ہر وقت دلداری کو تیار رہتے تھے۔ لیکن اب کیا ہو رہا ہے آواز دے کر پوچھ کیا گزر رہی ہے۔ امیر غریب، شاہ و گدا سب ایک میدان میں پڑے ہیں۔ اُس مال دار سے پوچھ کہ اُس کے مال نے کیا نفع دیا۔ اس کی زبان کا حال پوچھ جو بہت چہکتی تھی۔ اُس کے نرم و نازک چہرے کا حال پوچھ کہ کیا ہوا۔ اُس کے نازک بدن کو معلوم کر کہاں گیا اور کیڑوں نے ان سب کا کیا حشر کیا۔ اُن کے رنگ کالے کر دیئے اُن کا گوشت کھا لیا۔ اُن کے منہ پر مٹی ڈال دی۔ اعضاء کو الگ الگ کر دیا۔ جوڑوں کو توڑ دیا — آہ! کہاں گئے اُن کے خدام جو ہر وقت حاضر خدمت رہتے تھے۔ کہاں ہیں وہ ان کی کوٹھیاں اور بنگلے جن میں وہ آرام کرتے تھے۔ کہاں ہیں وہ اُن کے مال اور خزانے جن کو جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے۔ اب وہ بالکل اندھیرے گھر میں پڑے ہیں۔ اُن کے لئے رات دن برابر ہیں۔ دوستوں سے نہیں مل سکتے۔ کسی کو اپنے پاس نہیں بُلا سکتے۔ کتنے خوبصورت مرد اور حسین حسین عورتیں کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہیں۔ آج کوئی بھی ان کا پرسانِ حال نہیں۔ اُن کے نازک بدن بوسیدہ ہو کر خاک میں مل گئے۔ اُن کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو گئے آنکھیں نکل کر منہ پر گر گئیں۔ گردن جدا ہوئی پڑی ہے۔ منہ میں پانی اور پیپ بھرا ہوا ہے اور سارے بدن میں کیڑے چل رہے ہیں۔ وہ تو اس حال میں پڑے ہیں اور پیچھے ان کی بیویوں نے دوسرے خاوند کر لیے۔ وہ مزے اُڑا رہی ہیں۔ بیٹوں نے مکان پر قبضہ کر لیا اور وارثوں نے مال تقسیم کر لیا۔ مگر بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں جو اپنی قبروں میں بھی لذتیں اڑا رہے ہیں۔ تر و تازہ چہروں کے ساتھ راحت و آرام میں ہیں۔ لیکن یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اِس دھوکے کے گھر میں اُس گھر کو یاد رکھا۔ اِس کی امیدوں سے اُس کی امیدوں کو مقدم کیا اور اپنے لئے توشہ جمع کر لیا اور اپنے پہنچنے سے پہلے جانے کا سامان کر لیا۔ اے وہ شخص جو کل کو قبر میں ضرور جائے گا۔ تجھے اس دنیا کے ساتھ آخر کس چیز نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ کیا تجھے یہ امید ہے کہ یہ کم بخت دنیا تیرے ساتھ رہے گی۔ کیا تجھے امید ہے کہ اس کوچ کے گھر میں تو ہمیشہ رہے گا۔ تیرے یہ مکانات و محلات، یہ تیری کوٹھیاں اور مربّے یہ تیری اولاد اور رشتہ دار، یہ تیری حکومت اور دولت سب کچھ یہیں رکھی رہ جائے گی۔ جب ملک الموت آکر مسلّط ہو جائے گا تو کوئی چیز اس کو ہٹا نہ سکے گی پسینوں پر پسینے آنے لگیں گے۔ پیاس کی شدت بڑھ جائے گی اور تُو جان کنی کی سختی میں کروٹیں بدلتا ہوا رہ جائیگا افسوس صد افسوس اے وہ شخص جو آج مرتے وقت اپنے بھائی کی آنکھیں بند کر رہا ہے، اپنے بیٹے کو مرتے اور دَم توڑتے دیکھ رہا ہے اور اپنے ماں باپ کو اپنی نظروں کے سامنے سِسک سِسک کر دم توڑتے دیکھ رہا ہے۔ ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے، کسی کو کفن دے رہا ہے، کسی کو کاندھے پر اٹھائے جا رہا ہے۔ اور کسی کو قبر کے گڑھے میں اتار رہا ہے۔ یاد رکھ کل کو تجھے بھی یہی پیش آنا ہے۔ اس کٹھن وقت کے لئے یہیں سے تیاری کر کے چل اور اللہ کے دئیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خیرات و صدقات کے ذریعہ جمع کرتا چلا جا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتے ہیں کہ روزانہ صبح کو دو فرشتے خدا تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ ایک دُعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما۔ دوسرا عرض کرتا ہے۔ اے اللہ! روک کے رکھنے والے کے مال کو ہلاک کر۔

جو حضرات سخاوت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے دربار سے فتوحات کا دروازہ اُن کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے اور جو لوگ کنجوسی سے جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اکثر کوئی آسمانی آفت بیماری، مقدمہ اور چوری وغیرہ ایسی چیزیں پیش آجاتی ہیں جس سے برسوں کا جمع کیا ہوا دنوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے نیک اعمال کی برکت اور اس کی نیک نیتی سے اس پر کوئی ایسا خرچ نہیں پڑتا تو نالائق اولاد باپ کے اندوختہ کو برابر کر دیتی ہے۔

یہ مال و متاع تو در اصل ایک قائم مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ پہلے کسی اور کے پاس تھا۔ اب چند روز کو تمہارے پاس ہے۔ تمہاری آنکھ مچ جانے پر کسی اَور کے پاس چلا جائے گا ایسی حالت میں اس کو جوڑ جوڑ کر رکھنا بے کار بات ہے۔ یہ بے مروّت مال نہ سدا کسی کے پاس رہا نہ رہے گا۔ خوش نصیب وہ ہے جو اس کو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر کرے اور وہ یہ ہے کہ اس کو خدا کے بنک میں جمع کرا دے۔ جہاں نہ چھوٹ جانے کا ڈر نہ ضائع ہونے کا خطرہ — اور دنیا میں رہتے ہوئے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ اور آج کل تو قدرت نے آنکھوں سے دکھلا بھی دیا کہ بڑے بڑے محل، جاگیریں اور ساز و سامان کھڑے کھڑے ہاتھ سے نکل کر دوسروں کے قبضے میں آگیا۔ کل تک جن مکانات کے خود مالک تھے آج دوسروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنا جانشیں دیکھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ جب سب جاندار مر جائیں گے تو اخیر میں زمین آسمان، مال متاع سب اُسی کا رہ جائے گا۔ اس ذات پاک کے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ تو جب سب کچھ اس کو چھوڑنا ہی پڑے گا تو پھر اپنی خوشی سے اپنے ہاتھ سے کیوں نہ خرچ کرے کہ اس کا ثواب بھی ملے۔ قرآن پاک میں بار بار اس پر تنبیہ کی جا رہی ہے کہ آج اللہ کے راستے میں خرچ کا دن ہے جو خرچ کرنا ہے کر لو۔ مرنے کے بعد حسرت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

حدیث توبہ

سچ کی قیمت

ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا تبوک کا (تبوک ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے پندرہ منزل پر شام کے راستہ میں) اور آپ کا ارادہ تھا روم اور عرب کے نصاریٰ کو دھمکانے کا شام میں ابن شہاب نے کہا مجھ سے بیان کیا عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے ان سے بیان کیا عبداللہ بن کعب نے جو کعب کو پکڑ کر چلایا کرتے تھے۔ اُن کے بیٹوں میں سے جب کعب اندھے ہوگئے تھے انہوں نے کہا میں نے سنا کعب رضؓ بن مالک سے وہ اپنا حال بیان کرتے تھے جب پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر غزوہ تبوک میں۔ کعب بن مالک رضؓ نے کہا میں کسی جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں رہا سوا غزوہ تبوک کے البتہ بدر میں پیچھے رہا پر آپ نے کسی پر غصہ نہیں جو پیچھے رہ گیا تھا اور بدر میں تو آپ مسلمانوں کے ساتھ قریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے نکلے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا (اور قافلہ نکل گیا، بے وقت اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا لیلۃ العقبہ میں (لیلۃ العقبہ وہ رات ہے جب آپ نے انصار سے بیعت لی تھی اسلام پر اور آپ کی مدد کرنے پر اور یہ بیعت جمرہ عقبہ کے پاس جو منا میں ہے دوبارہ ہوئی۔ پہلی بار میں بارہ (۱۲) انصاری تھے اور دوسری بار میں ستر انصاری تھے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اس رات کے بدلے میں جنگ بدر میں شریک ہوتا گو جنگ بدر لوگوں میں اس رات سے زیادہ مشہور ہے (یعنی لوگ اس کو افضل کہتے ہیں) اور میرا قصہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے کا یہ ہے۔ کہ جب یہ غزوہ ہوا تو میں سب سے زیادہ طاقت ور اور مالدار تھا قسم خدا کی اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی نہیں ہوئیں اور اس لڑائی کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں۔ آپ اس لڑائی کے لئے چلے سخت گرمی کے دنوں میں اور سفر بھی لمبا تھا اور راہ میں جنگل تھے۔ (دور دراز جن میں پانی کم ملتا اور ہلاکت کا خوف ہوتا) اور مقابلہ تھا بہت دشمنوں سے اس لئے آپ نے مسلمانوں سے کھول کر فرمایا کہ میں اس لڑائی کو جاتا ہوں (حالانکہ آپ کی یہ عادت تھی کہ اور لڑائیوں میں اپنا ارادہ صاف صاف نہ فرماتے مصلحت سے تاکہ خبر مشہور نہ ہو) تاکہ وہ اپنی تیاری کرلیں پھر ان سے کہہ دیا کہ فلاں طرف ان کو جانا پڑے گا اُس وقت آپ کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے اور کوئی دفتر نہ تھا جس میں ان کے نام لکھے ہوتے تو ایسے شخص کم تھے جو غائب رہنا چاہتے اور گمان کرتے کہ یہ امر پوشیدہ رہے گا۔ جب تک اللہ پاک کی طرف سے کوئی نہ اُترے اور یہ جہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیا جب پھل پک گئے تھے۔ اور سایہ خوب تھا۔ اور مجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کی اور مسلمانوں نے بھی آپ کیساتھ تیاری کی میں نے بھی صبح کو نکلنا شروع کیا اس ارادہ سے کہ میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں۔ لیکن ہر روز میں لوٹ آتا اور کچھ فیصلہ نہ کرتا اور اپنے دل میں یہ کہتا کہ میں جب چاہوں جا سکتا ہوں (کیونکہ سامان سفر کا میرے پاس موجود تھا) یوں ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ لوگ برابر کوشش کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبح کے وقت نکلے اور میں نے کوئی تیاری نہیں کی پھر صبح کو میں نکلا اور لوٹ کر آگیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا میرا یہی حال رہا یہاں تک کہ لوگوں نے جلدی کی اور سب مجاہدین آگے نکل گئے اُس وقت میں نے بھی کوچ کا قصد کیا کہ ان سے مل جاؤں تو کاش میں ایسا کرتا لیکن میری تقدیر میں نہ تھا۔ بعد اس کے جب میں باہر نکلتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے بعد تو مجھ کو رنج ہوتا کیونکہ میں کوئی پیروی کے لائق نہ پاتا مگر ایسا شخص جس پر منافق ہونے کا گمان تھا یا معذور ضعیف اور ناتواں لوگوں میں سے۔ خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (راہ میں) میری یاد کہیں نہ کی یہاں تک کہ آپ تبوک میں پہنچے۔ آپ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت فرمایا کعب بن مالک کہاں گیا۔ ایک شخص بولا بنی سلمہ میں سے یا رسول اللہ اس کی چادروں نے اس کو روک رکھا۔ وہ اپنے دونوں کناروں کو دیکھتا ہے (یعنی اپنے لباس اور نفس میں مشغول اور مصروف ہے) معاذ بن جبل نے یہ سُن کر کہا تو نے بُری بات کہی۔ قسم خدا کی یا رسول اللہ ہم تو کعب بن مالک کو اچھا سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر چپ ہو رہے۔ اتنے میں آپ نے ایک ایک شخص کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے آرہا تھا اور ریتے کو اُڑا رہا تھا (چلنے کی وجہ سے) آپ نے فرمایا ابوخیثمہ ہے پھر وہ خیثمہ ہی تھا۔ اور ابوخیثمہ وہ شخص تھا جس نے ایک صاع کھجور صدقہ دی تھی۔ جب منافقوں نے اس پر طعنہ کیا تھا۔ کعب بن مالک رضؓ نے کہا جب مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے لوٹے مدینہ کی طرف تو میرا رنج بڑھ گیا میں نے جھوٹ باتیں بنانا شروع کیں کہ کوئی بات ایسی کہوں جس سے آپ کا غصہ مٹ جائے کل کے روز اور اس امر کے لئے میں نے ہر ایک عقلمند شخص سے مدد لینا شروع کی اپنے گھر والوں میں سے یعنی اُن سے بھی صلاح لی (کہ کیا بات بتاؤں) جب لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب آپہنچے اُس وقت سارا جھوٹ کافور ہوگیا۔ اور میں سمجھ گیا کہ اب کوئی جھوٹ بنا کر میں آپ سے نجات نہیں پانے کا آخر میں نے نیت کرلی سچ بولنے کی اور صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھتے۔ جب آپ یہ کر چکے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ اُنہوں نے اپنے عذر بیان کرنے شروع کئے اور قسمیں کھانے لگے۔ ایسے اسّی پر چند آدمی تھے۔ آپ نے ان کی ظاہر کی بات کو مان لیا اور اُن سے بیعت کی اور اُن کے لئے دُعا کی مغفرت کی اور ان کی نیت (یعنی دل کی بات کو) خدا کے سپرد کیا یہاں تک کہ میں بھی آیا جب میں نے سلام کیا تو آپ نے تبسم کیا لیکن وہ تبسم جیسے غصہ کی حالت میں کرتے ہیں پھر آپ نے فرمایا آ! میں چلتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے بیٹھا آپ نے فرمایا تو کیوں پیچھے رہ گیا۔ تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر میں نے آپ کے سوا کسی اور شخص کے پاس دنیا کے لوگوں میں سے بیٹھتا تو یہ میں خیال کرتا کہ کوئی عذر بیان کرکے اس کے غصہ سے نکل جاؤنگا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے زبان کی قوت دی ہے (یعنی میں عمدہ تقریر کر سکتا ہوں اور خوب بات بنا سکتا ہوں) لیکن قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹ بات آپ سے کہدوں اور آپ خوش ہو جاویں مجھ سے تو قریب ہے خدائے تعالےٰ آپ کو میرے اوپر غصہ کر دے گا (یعنی اللہ تعالےٰ آپ کو بتلا دیگا کہ میرا عذر غلط اور جھوٹ تھا اور آپ ناراض ہو جائیں گے) اور اگر میں آپ سے سچ سچ کہوں گا۔ تو بے شک آپ غصے ہوں گے لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر کرے گا۔ قسم خدا کی مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ قسم خدا کی میں کبھی نہ اتنا طاقت ور تھا نہ اتنا مالدار تھا جتنا اس وقت تھا جب آپ سے پیچھے رہ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کعب نے سچ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا جا یہاں تک کہ اللہ حکم دیوے تیرے باب میں۔ میں کھڑا ہوا اور چند لوگ بنی سلمہ کے دوڑ کر میرے پیچھے ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے قسم خدا کی ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو تو تم عاجز کیوں ہوگئے اور کوئی عذر کیوں نہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جیسے اور

لوگوں نے جو پیچھے رہ گئے تھے عذر بیان کئے اور تیرا گناہ مٹنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کافی تھا۔ قسم خدا کی وہ لوگ مجھ کو ملامت کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے قصد کیا پھر لوٹوں رسول اللہ صلی اللہ کے پاس اور اپنے تئیں جھوٹا کروں (اور کوئی عذر بیان کروں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کسی اور کا بھی ایسا حال ہوا جو میرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں دو شخص اور ہیں۔ انہوں نے بھی وہی کہا جو تو نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بھی وہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ دو شخص کون ہیں۔ اُنہوں نے کہا مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ واقفی، ان لوگوں نے ایسے دو شخصوں کا نام لیا جو نیک تھے۔ اور بدر کی لڑائی میں موجود تھے۔ اور پیروی کے قابل تھے جب ان لوگوں نے ان دونوں شخصوں کا نام لیا تو میں چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منع کر دیا تھا۔ کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے تو لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کیا اور ان کا حال ہمارے ساتھ بالکل بدل گیا یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی۔ وہ زمین ہی نہ رہی جس کو میں پہچانتا تھا۔ پچاس۵۰ راتوں تک ہمارا یہی حال رہا۔ میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہے روتے ہوئے لیکن میں تو سب لوگوں میں کم سن اور زوردار تھا۔ میں نکلا کرتا تھا اور نماز کے لئے بھی آتا اور بازاروں میں بھی پھرتا۔ پر کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے پاس آتا اور آپ کو سلام کرتا اور آپ اپنی جگہ بیٹھے ہوتے نماز کے بعد اور دل میں یہ کہتا کہ آپ نے اپنی لبوں کو ہلایا سلام کا جواب دینے کے لئے یا نہیں بلایا پھر آپ کے قریب نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظر سے (کنکھیوں سے) آپ کو دیکھتا تو جب میں نماز میں ہوتا آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ منہ پھیر لیتے یہاں تک کہ جب مسلمانوں کو سختی مجھ پر لمبی ہوئی تو میں چلا اور ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا۔ ابوقتادہ میرے چچا زاد بھائی تھے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی۔ اُن کو سلام کیا تو قسم خدا کی انہوں نے سلام کا جواب تک نہ دیا میں نے اُن سے کہا اے ابوقتادہ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی تم یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ قسم دی۔ وہ خاموش رہے۔ پھر سہ بارہ قسم دی تو بولے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے (یہ بھی کعب

سے نہیں بولے بلکہ خود اپنے میں بات کی) آخر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر چلا اور دیوار پر چڑھا میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا تو ایک کسان شام کے کسانوں میں سے جو مدینہ میں اناج بیچنے کے لئے آیا تھا کہنے لگا کعب بن مالک کا گھر مجھ کو کون بتاویگا؟ لوگوں نے اس کو اشارہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے ایک خط دیا غسان کے بادشاہ کا۔ میں منشی تھا میں نے اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا بعد حمد و نعت کے کعب کو معلوم ہو۔ کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) تم پر جفا کی ہے اور خدائے تعالیٰ نے تم کو ذلت کے گھر میں نہیں کیا نہ اُس جگہ جہاں تمہارا حق ضائع ہو تو تم ہم سے مل جاؤ۔ ہم تمہاری خاطرداری کریں گے میں نے جب یہ خط پڑھا۔ تو کہا یہ بھی ایک بلا ہے اور اُس خط کو میں نے چولھے میں جلا دیا۔ جب پچاس۵۰ دن سے چالیس۴۰ دن گزر گئے اور وحی نہ آئی تو یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم کرتے ہیں۔ کہ اپنی بیوی سے علیحدہ رہو میں نے کہا میں اس کو طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ وہ بولا نہیں طلاق مت دو صرف الگ رہو اور اس سے صحبت مت کرو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی یہی پیام گیا میں نے اپنی بی بی سے کہا تو اپنے عزیزوں میں چلی جا اور وہیں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اس باب میں کوئی حکم دیوے ہلال بن امیہ کی بی بی یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور عرض کیا یارسول اللہ! ہلال بن امیہ ایک بوڑھا بیکار شخص ہے۔ اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تو کیا آپ بُرا سمجھتے ہیں اگر میں اس کی خدمت کیا کروں؟ آپ نے فرمایا میں خدمت کو بُرا نہیں سمجھتا لیکن وہ تجھ سے صحبت نہ کرے۔ وہ بولی قسم خدا کی اس کو کسی کام کا خیال نہیں۔ اور قسم خدا کی وہ اس دن سے اب تک رو رہا ہے۔ میرے گھر والوں نے کہا کاش تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بی بی کے پاس رہنے کی اجازت لے لو کیونکہ آپ نے ہلال بن امیہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی۔ میں نے کہا میں کبھی اجازت نہ لوں گا آپ سے اپنی بی بی کے لئے اور معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماویں گے اگر میں اجازت لوں اپنی بی بی کے لئے اور میں جوان آدمی ہوں۔ پھر دس راتوں تک میں اسی حال میں رہا یہاں تک کہ پچاس راتیں پوری ہوئیں اُس تاریخ سے جب سے آپ نے منع کیا تھا ہم سے بات کرنے سے پھر پچاسویں رات کو صبح کے وقت میں نے نماز پڑھی اپنے ایک گھر کی چھت پر۔ میں اسی حال میں بیٹھا تھا جو اللہ تعالےٰ نے ہمارا حال بیان کیا کہ میرا

جی تنگ ہو گیا تھا۔ اور زمین مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔ باوجودیکہ اتنی کشادہ ہے۔ اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پر چڑھا (سلع ایک پہاڑ ہے مدینہ میں) اور بلند آواز سے پکارا اے کعب بن مالک خوش ہو جا یہ سن کر میں سجدہ میں گرا اور میں نے پہچانا کہ خوشی آئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خبر کی کہ اللہ نے ہم کو معاف کیا۔ جب آپ فجر کی نماز پڑھ چکے۔ لوگ چلے ہم کو خوشخبری دینے کے لئے تو میرے دونوں ساتھیوں کے پاس چند خوشخبری۔۔۔۔ دینے والے گئے۔ اور ایک شخص نے میرے پاس گھوڑا دوڑایا اور ایک دوڑنے والا دوڑا اسلم کے قبیلے سے میری طرف اور اُس کی آواز گھوڑے سے جلدی مجھ کو پہنچی جب وہ شخص آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی خوش خبری کی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اس کو پہنا دیئے اس کی خوشخبری کے صلہ میں قسم خدا کی اس وقت میرے پاس دو ہی کپڑے تھے۔ میں نے دو کپڑے مانگ کے لئے اور اُن کو پہنا اور چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی نیت سے لوگ مجھ سے ملتے جاتے تھے۔ گروہ گروہ اور مجھ کو مبارک باد دیتے جاتے تھے۔ معافی کی اور کہتے تھے مبارک ہو تم کو اللہ کی معافی کی تمہارے یہاں تک کہ میں مسجد میں پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے پاس لوگ تھے (طلحہ بن عبیداللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور دوڑے یہاں تک کہ مصافحہ کیا مجھ سے اور مجھ کو مبارک باد دی قسم خدا کی مہاجرین میں سے اُن کے سوا کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا۔ تو کعب طلحہ کے اس احسان کو نہیں بھولتے تھے۔ کعب نے کہا جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ کا منہ خوشی سے چمک دمک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا خوش ہو جا آج کے دن سے جو تیرے لئے بہتر دن ہے جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا میں نے عرض کیا یارسول! یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ کی طرف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہو جاتے تو آپ کا چہرہ چمک جاتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور ہم اس بات کو پہچان لیتے (یعنی آپ کی خوشی کو) جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اپنی معافی کی خوشی میں میں اپنے مال کو صدقہ کر دوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے آپ نے فرمایا تھوڑا مال اپنا رکھ لے میں نے عرض کیا تو میں اپنا حصہ خیبر کا رکھ لیتا ہوں اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آخر سچائی نے مجھے نجات دی اور میری توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ میں ہمیشہ سچ کہوں گا۔ جب تک زندہ رہوں کعب نے کہا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان پر ایسا احسان کیا ہو سچ بولنے میں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مولانا عزیز الرحمن مفتی

حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ

یہ مضمون "مدینہ" بجنور سے شکریے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے مولانا عزیز الرحمن مفتی صاحب نے حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند صاحب کے سوانح حیات مرتب کئے ہیں جو اس وقت زیر طبع ہیں "مدینہ" کا مضمون اسی کتاب کا ایک باب ہے جس کا ایک حصہ یہاں شائع کیا گیا ہے (مدیر)

حضرتؒ ۱۲۸۸ھ میں ابھی پورے طور پر فارغ التحصیل بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کو معین مدرس کر دیا گیا۔ تقریبًا پورے ایک سال آپ نے مدرسہ میں معین مدرس کی حیثیت سے طلباء کو مختلف کتابیں پڑھائیں جب طلباء کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ تو منتظمین حضرات کو اسٹاف بڑھانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت تک (۱۲۹۲ھ) شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے (جو اس وقت مہتمم تھے) مدرس چہارم کے لئے حضرت شیخ الہندؒ کو منتخب کیا۔

حضرت شیخ الہندؒ کے والد ماجد چونکہ ایک متمول آدمی تھے وہ تنخواہ لے کر پڑھانا پسند نہ کرتے تھے اس لئے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب موصوف کے سامنے ان کو بھی مجبور ہونا پڑا اس طرح حضرت شیخ الہندؒ کو ۱۵ روپے ماہوار پر مدرس چہارم بنا دیا گیا۔ اسی طرح ۱۲۹۲ھ میں مدرسہ عربیہ دیوبند کے باضابطہ چار استاد ہو گئے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر المدرسین
۲۔ حضرت مولانا سید احمد صاحب دہلوی مدرس دوم
۳۔ حضرت مولانا ملا محمود صاحب مدرس سوم
۴۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب شیخ الہند مدرس چہارم

حضرت مولاناؒ اگرچہ مدرس چہارم تھے۔ لیکن طلباء کو بڑی بڑی کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ ارشاد فرماتے میں ابتداء میں قطبی اور قدوری پڑھا لینے کو بھی غنیمت سمجھتا تھا (از میاں اصغر حسین صاحب ص۱۳) ۱۲۹۳ھ میں یعنی تقرر کے دوسرے سال آپ نے ترمذی، مشکوٰۃ، ہدایہ وغیرہ نو کتابوں کے اسباق پڑھائے۔ اس وقت مدرسہ مسجد قاضی اور جامع مسجد سے منتقل ہو کر اپنی موجودہ عمارت میں آچکا تھا ۱۲۹۴ھ میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے واپسی پر ۱۲۹۵ھ سے بخاری شریف وغیرہ بھی پڑھانا شروع کر دیں۔

۱۲۹۷ھ میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کا وصال ہو گیا۔ تو آپ نے چند دنوں کے لئے پڑھانا بند کر دیا تھا۔ لیکن حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے سمجھانے سے پھر پڑھانا شروع کر دیا اور ۱۳۰۲ھ یعنی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے وصال تک مدرس دوم کی حیثیت سے درس دیتے رہے ۱۳۰۵ھ میں جب مولانا سید احمد صاحب مدرس اوّل بھوپال تشریف لے گئے اور آپ صدر مدرس بنا دئے گئے۔ اس وقت یعنی ۱۳۰۵ھ لغایت ۱۳۳۹ھ تک آپ نے دارالعلوم دیوبند کی صدر مدرسی کے فرائض انجام دیئے اس طرح دارالعلوم دیوبند میں آپ نے از ۱۲۸۹ھ لغایتہ ۱۳۳۹ھ تقریبًا پچاس سال علم نبوت کی اشاعت فرمائی۔

اس مدت میں حضرتؒ نے کبھی ترتیب درجات اور مقدار مشاہرہ پر توجہ نہیں دی اور نہ اس کا خیال کیا۔ وہ ہمیشہ دارالعلوم دیوبند کی خدمات خدا کا کام سمجھ کر کرتے رہے مجھے صحیح روایات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ آپ مشاہرہ قبول ضرور فرماتے تھے لیکن بکراہت اور بضرورت (از میاں اصغر حسین صاحب صفحہ ۲۰) کیونکہ متاخرین فقہاء حنفیہ نے تعلیم پر ضرورتًا اُجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ اور مشہور قاعدہ ہے۔ الضرورۃ بقدر الضرورۃ۔ (ضرورت قدرے ضرورت تک ہی محدود ہے) چنانچہ خلفائے راشدین اور اسلاف کے جن کی زندگیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، کا یہی معمول رہا ہے۔ کہ انہوں نے قومی اور ملی خدمات پر بقدر ضرورت رزق پر اکتفا کیا ہے بلکہ بہت سے واقعات تو اس قسم کے موجود ہیں۔ کہ وہ حضرات ضرورتوں کو سمیٹے ہوئے تھے اور عسرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے افسوس کہ آج ان اوصاف کے حامل نظر نہیں آتے ہیں

حضرت شیخ الہند کو بہت سے ایسے مواقع پیش آئے کہ وہ چاندی اور سونے کے چبوترے پر بیٹھتے مگر انہوں نے ہر حال میں دارالعلوم دیوبند کی فقیرانہ زندگی کو ترجیح دی۔ پیرجی عبدالرزاق صاحب گنگوہی نے ہر چند کوشش کی کہ مولانا دہلی تشریف لے آئیں اور شاہ ولی اللہ کی درس گاہ کو پھر سے آباد کریں۔ لیکن مولانا نے ہرگز یہ گوارہ نہ کیا (از میاں اصغر حسین صاحب ص)

۱۳۱۲ھ میں جب بوجہ گرانی دیگر مدرسین کے مشاہروں میں اضافہ ہوا تو بحکم مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ آپ کا مشاہیر پچاس روپے ہو گیا۔ آپ نے خاموشی سے قبول فرما لیا۔ دو مرتبہ استاد شفیق کو خواب میں فرماتے دیکھا محمود حسن کب تک مشاہرہ لیتے رہو گے" دونوں مرتبہ پورا عزم کر لیا کہ اب نہ لوں گا مگر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے ادب سے مجبور تھے۔ اجازت نہ دی ہنس کر فرمایا نہیں ان کو کہنے دو ہرگز نہ چھوڑو۔ مگر جب حضرت مولانا ممدوح کی وفات ہو گئی اور ماتحت مدرسین کے اضافہ کے ساتھ آپ کے پچھتر روپے مقرر ہوئے تو آپ اضافہ بالکل قبول ہی نہ فرمایا اور کچھ عرصہ کے بعد مشاہرہ لینا بالکل بند کر دیا اور پھر بھی اسی پابندی اور دلسوزی سے درس دیتے رہے۔

حضرت شیخ الہند پابندی کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرما کر درس کے لئے تشریف لے آتے تھے کبھی وضو یا پیشاب کے لئے درمیان میں اُٹھتے تو مضائقہ نہیں تھا ورنہ مسلسل درس دیتے دیتے گیارہ بارہ بج جاتے تھے اور ظہر کے بعد بھی یہ مشغلہ موجود رہتا تھا ۱۳۲۰ھ سے پانچ چھ گھنٹہ درس دینا شروع کر دیا تھا اور بوجہ ضعف بقیہ اوقات درس سے فارغ رہتے تھے پھر جب علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحبؒ مدنی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدرس ہو گئے تو بخاری اور ترمذی کا دو تین گھنٹہ درس دینے پر اکتفا کیا تھا

حضرت نے تمام عمر چٹائی پر بیٹھ کر درس دیا آخر عمر میں جب مرض بواسیر نے شدت اختیار کی تو خدام نے اسپرنگ دار گدا منوا دیا تھا۔ لیکن آپ اس پر بیٹھتے ہوئے کراہت محسوس کرتے تھے۔ مولانا کا حلقہ درس نہایت مہذب اور شائستہ ہوتا تھا۔ جس میں ہر طرف سکون و وقار سایہ فگن ہوتا تھا دور دور سے ہر استعداد کے طلباء آتے اور آپ ہر ایک کو مطمئن فرما دیتے تھے۔ بہت سے طلباء تو کئی کئی سال دورہ حدیث پڑھانے کے بعد شریک درس ہوتے اور آپ ان سب کے شکوک و شبہات کا ازالہ فرماتے تھے

حضرت مولانا کی تقریر نہایت سلیس اور رواں ہوتی تھی نہ کہ خشکی اور نہ نرمی، بلکہ آپ متوسط آواز میں مسلسل بولا کرتے تھے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جب آپ کو جوش آیا تو بولنے میں گلے کی رگیں پھولنے لگیں اور چہرہ کی رنگت بدل گئی بلکہ پورے وقار اور متانت کے ساتھ سلسلہ تقریر جاری رہتا تھا اور سامعین مضامین اور دلائل و شواہد کے اظہار سے محسوس کرتے کہ اس وقت مولانا پورے جوش و خروش سے تقریر فرما رہے ہیں

طرز استدلال اتنا عجیب تھا کہ پہلے ہر مسئلہ کا اثبات قرآن پاک کی آیات پھر احادیث اور پھر آثار صحابہ سے ترتیب وار بیان فرماتے امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر جب قرآنی آیات تلاوت فرماتے۔ تو سامعین یہ یقین کر کے اٹھتے تھے۔ کہ یہی حق ہے۔

بقیہ حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ

صفحہ ... سے آگے

تمام ائمہ کا ادب واحترام حد درجہ ملحوظ رکھتے تھے۔ کسی بھی مصنف اور امام کی شان میں کوئی گرا ہوا لفظ نہ بولتے۔

امام مسلم نے جو اپنی کتاب میں امام بخاری پر تعریض کرکے گرفت کی ہے اس پر فرمایا جب ملاقات ہوئی تو بخاری کے خادم اور عقیدت مند ہو گئے۔ کاش اس طرح امام بخاری اور امام ابوحنیفہ کی ملاقات ہوجاتی تو اپنے سب اعتراض واپس لے لیتے لیکن افسوس کہ آج امام بخاری اور امام مسلم اور کسی بھی امام کی خیر نہیں ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں تھوتھا چنا باجے گھنا
"جو ظرف کہ خالی ہے صدا دیتا ہے"

حضرت شیخ الہند اسباق پوری تیاری اور پورے مطالعہ کے بعد پڑھاتے تھے۔ شروحات حدیث اور فقہ کو نہ معلوم کتنی مرتبہ دیکھ چکے ہیں۔ میاں اصغر حسین صاحب فرماتے ہیں ایک دن حضرت نے فرمایا ذرا عینی لاؤ۔ میں نے عرض کیا! بخاری کی شرح عینی فرمایا۔ نہیں تو اس کو تو دسیوں مرتبہ پڑھ چکا ہوں بلکہ ہدایہ کی شرح عینی لاؤ۔

حضرت شیخ الہند کا طریقہ درس اور جمع بین الاقوال والاحادیث وہی تھا جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی درسگاہ کا تھا۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اقوال کو نہایت اعتماد اور استناد کے ساتھ پیش فرماتے تھے

اگرچہ آپ کو حدیث میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی اور بلاواسطہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب سے بھی اجازت حاصل تھی۔ لیکن آپ حلقہ درس میں اپنی سند اس طرح بیان فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ عن مولانا الشیخ محمد قاسم صاحب عن مولانا الشیخ عبدالغنی عن مولانا الشاہ محمد اسحق عن مولانا الشاہ عبدالعزیز عن مولانا الشاہ ولی اللہ دہلوی

۲۔ عن مولانا الشیخ احمد علی سہارنپوری، عن مولانا الشاہ محمد اسحق عن مولانا الشاہ عبدالعزیز عن مولانا الشاہ ولی اللہ الخ

افتتاح حدیث کراتے وقت اسلاف کا یہی طریقہ رہا ہے۔ اس لئے آپ بھی ہر سال پابندی سے اس پر قائم رہے

ربیع الاول ۱۳۰۲ھ میں حلقہ دارالعلوم دیوبند کو حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند کی وفات حسرت آیات کا جانکاہ صدمہ پیش آیا۔ مولانا کی شخصیت شریعت وطریقت کو جامع تھی۔ آپ اپنے زمانہ میں مولانا محمد قاسم کے جانشین سمجھے جاتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا سید احمد صاحب دہلوی (جو علوم عقلیہ کے ماہر تھے) کو چالیس روپے ماہوار پر صدر مدرس منتخب کیا گیا۔ اور ملا محمود صاحب دیوبندی ۳۵ روپے ماہوار پر مدرس دوم اور حضرت شیخ الہندؒ صاحب تیس روپے مدرس سوم اور مولانا عبدالعلی صاحب مدرس چہارم مقرر ہوئے۔

دو سال کے بعد حضرت ملا محمود صاحب کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت شیخ الہندؒ ان کی جگہ ۳۵ روپے مشاہرہ پر مدرس دوم مقرر ہو گئے۔ جب ۱۳۰۵ھ میں حضرت مولانا سید احمد صاحب اپنی ذاتی ضروریات سے بھوپال تشریف لے گئے۔ اور حضرت شیخ الہند کو ان کی جگہ مدرس اول مقرر کر دیا گیا۔ ویسے تو حضرتؒ ۱۲۹۵ھ ہی سے درسیات کی بڑی کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ منطق، فلسفہ، علم معانی وبیان، تفسیر، حدیث تمام علوم کو بلا تکان پڑھاتے تھے۔ لیکن ۱۳۰۵ھ لغایتہ ۱۳۳۹ھ تقریباً ۳۴ یا ۳۳ سال آپ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث دونوں منصبوں کے تنہا مالک رہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے ۱۲۹۵ھ لغایتہ ۱۳۳۹ھ کم وبیش چوالیس سال دارالعلوم دیوبند کے ایک مستقل مدرس کی حیثیت میں خدمات انجام دیں۔ اور تقریباً ۳۸ سال تو اس طرح پڑھایا کہ بجز چند اسفار کے کوئی سفر اختیار نہیں کیا۔ پڑھانے کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے دارالعلوم دیوبند کی توسیع وترقی کے لئے بیش از بیش خدمات انجام دیں۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے جو بھی خاکہ اس مدرسہ کے لئے مرتب کیا ہوگا۔ اس کو مکمل کرنا اور دیوبند کے اس چھوٹے سے مدرسہ کو دارالعلوم دیوبند کی شکل دیکر اسلامی ممالک میں ممتاز مقام پر پہنچا دینا یہ صرف تنہا حضرت شیخ الہند کا کام تھا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور آپ کی مساعی جمیلہ کی وجہ سے اس مدرسہ میں آپ کے زمانے میں دوسرے ملکوں (کشمیر، پنجاب، سندھ، افغانستان، بخارا، سمرقند، تاشقند، برہما رنگون، آسام، مدراس، وغیرہ، کے طلبا آنے شروع ہو گئے تھے۔ اور یہاں کے فارغ طلباء عرب، حجاز، اور مذکورہ تمام ممالک میں پھیل کر یہاں کے نقطہ نظر کے مطابق اشاعت دین کرنے لگے تھے۔ اگر ترقی ہی کی حیثیت کو سامنے رکھ کر کسی کو بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔ تو یہ سعادت حضرت شیخ الہند کو بھی حاصل ہے۔ لیکن دارالعلوم دیوبند کے بانی ہونے کی سعادت حضرت سید حاجی عابد حسین صاحب کے لئے مخصوص کر دی گئی تھی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ممتاز تلامذہ

حضرت شیخ الہند کے تمام تلامذہ کی فہرست مرتب کرنا دشوار ہے۔ البتہ اس جگہ ان چند ممتاز تلامذہ کی فہرست مولانا محمد میاں صاحب کے رسالہ علماءِ حق حصہ اول ص... سے نقل کی جاری ہے۔ جو مشہور ومتعارف ہیں۔

۱۔ سیدی ومرشدی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی
۲۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
۳۔ علامہ بطل حریت عبیداللہ صاحب سندھی
۴۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری
۵۔ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب
۶۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند۔
۷۔ مولانا محمد میاں صاحب عرف مولانا منصور انصاری
۸۔ مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الادب
۹۔ مولانا سید فخرالدین احمد صاحب صدر جمعیتہ علمائے ہند وشیخ الحدیث
۱۰۔ مولانا عبدالسمیع صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند
۱۱۔ مولانا احمد علی صاحبؒ مفسر قرآن لاہوری
۱۲۔ مولانا محمد صدیق صاحب مہاجر مدنی
۱۳۔ مولانا محمد صادق صاحب کراچی
۱۴۔ مولانا عزیز گل صاحب۔
۱۵۔ مولانا عبدالوہاب صاحب در بھنگہ
۱۶۔ مولانا سید احمد صاحب مدنی بانی مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ
۱۷۔ مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی
۱۸۔ مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی (علماء حق ص...)
۱۹۔ استاذی مولانا سید حامد حسن صاحب گنگوہی ثم نہٹوری
۲۰۔ مولانا رحمت اللہ صاحب نہٹوری

میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ (جو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم تھے) کے فرستادہ کی حیثیت سے حضرت الاستاذ شیخ الہند کی خدمت میں حاضر ہوا اور بطور پیغام رساں حضرت سے دریافت کیا کہ آپ کا صحیح سیاسی مسلک کیا ہے؟ یہ پیغام سناتے ہی میں نے دیکھا کہ حضرت پر ایک خاص حال طاری ہے ارشاد فرمایا

"حضرت الاستاذ (نانوتوی) نے اس مدرسہ کو کیا درس وتدریس، تعلیم وتعلم کے لئے قائم کیا تھا؟ مدرسہ میرے سامنے قائم ہوا۔ جہاں تک میں جانتا ہوں ۵۷ء کے ہنگامہ کی ناکامی کے بعد یہ ادارہ قائم کیا گیا کہ کوئی ایسا مرکز قائم کیا جائے، جس کے زیر اثر لوگوں کو تیار کیا جائے۔ تاکہ ۵۷ء کی ناکامی کی تلافی کی جائے۔

آخر میں ارشاد فرمایا۔

(صرف، تعلیم وتعلم، درس وتدریس جن کا مقصد اور نصب العین ہے میں ان کی راہ میں مزاحم نہیں ہوں لیکن اپنے لئے تو اسی راہ کا انتخاب میں نے کیا ہے جس کے لئے دارالعلوم کا یہ نظام میرے نزدیک حضرت الاستاذ نے قائم کیا تھا۔ مدرسہ دیوبند کی یہی وہ اساسی خصوصیت تھی جس نے اس مدرسہ کے تمام کاروبار حتیٰ کہ تعلیم میں بھی ایسی ہی حریت پرور خصوصیات پیدا کیں اور وہ دینی اور مذہبی حمیت وغیرت کا ہمہ گیر ہی نہیں، عالمگیر جامعہ اور اقامتی ادارہ بن گیا
(سوانح قاسمی مؤلفہ مولانا سید مناظر احسن گیلانی)

۱؎ معلوم ہوتا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کا اسم گرامی سہواً رہ گیا ہے

"ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم"

عزیز النساء

مَیں بھی اور باپ بھی' شوہر بھی' برادر بھی فدا
اے شہِ ابرار ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

مشہور حدیث شریف ہے لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو مَیں اس کے والد' لڑکے اور سارے ہی لوگوں سے زیادہ نہ محبوب ہوں"۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ سارے صحابہ کرام مرد ہوں یا عورتیں' بچّے ہوں یا بوڑھے حضورؐ سے عشق رکھتے تھے۔ آپؐ کی جان کو اپنی جان سے زیادہ' آپؐ کے مال کو اپنے مال سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ واقعات کتابوں میں ہیں۔ آج کی مجلس میں ایک صحابی خاتون کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ ہو گا کہ محبت رسولؐ ان حضرات کی درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔

غزوۂ احد میں شیطان نے یہ خبر اُڑا دی کہ (خدانخواستہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ یہ خبر مدینہ کے در و دیوار پر بجلی بن کر گری اور شمع نبوّت کے پروانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ' کیا مرد کیا عورت ہر ایک روتا اپنے گھر سے نکل پڑا کسی کو کسی کی خبر نہ رہی اور میدانِ اُحد کو دوڑ پڑا۔ آئیے! علامہ شبلیؒ نے اس منظر کو جس طرح کھینچا ہے وہ انہیں کے اشعار میں سُنیں:۔

کافروں نے یہ کیا جنگِ اُحد میں مشہور
کہ پیمبر بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ ودام
ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہو کے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر
کودک و پیر و جواں و خدم و خیل و حشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینانِ عفاف
جس میں تھیں سیدۂ پاک بھی با دیدۂ نم

لیکن ایک خاتون کا عجیب حال تھا وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر میدان کو چلی جا رہی تھیں اور اگرچہ ان کے قریبی عزیز بھائی شوہر وغیرہ بھی جنگ میں شریک تھے لیکن ان سے غافل و بے فکر ہو کر بس حضورؐ کا دم بھرتی اور آپ ہی کی خیریت کی دعائیں کرتی بڑھتی جا رہی تھیں۔ راستہ میں ان کے شوہر' برادر کی شہادت کی خبر ملی مگر وُہ پیکرِ ایثار اور سراپا محبت خاتون حضورؐ ہی کی محبت میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ مولانا شبلی فرماتے ہیں:۔

ایک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھیں
سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش و حواس انکے بہم
موقع جنگ پہ پہنچیں تو یہ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے یہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ ستم
سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا لوٹ پڑا کوہِ الم

کتنی ہی بڑی صابر خاتون ہو ایسے دلدوز خبروں پر اپنے حواس کھو بیٹھتی ہے۔ شوہر' بھائی اور والد سے بڑھ کر اور کس کا رشتہ ہوتا ہے۔ یہ تینوں اگر ایک ہی وقت داغِ مفارقت دے جائیں تو کون سا سہارا باقی رہتا ہے۔ اور کون سی عقل ہے جو سالم رہتی ہے۔ لیکن ذرا اس صابر و شاکر خاتون کے دل و جگر کو دیکھئے کہ یہ سارے پہاڑ جیسے غم کو پی جاتی ہیں اور لبوں پر جو الفاظ آتے ہیں وہ صرف حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت و عافیت کی طلب و جستجو میں آتے ہیں وہ خاتون ان جانکاہ خبروں کو سُن کر کیا جواب دیتی ہیں سنئے بغور سنئے!

اس عفیفہ نے یہ سب سن کر کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ اُمم
سب نے دی اس کو بشارت کہ سلامت ہیں حضورؐ
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم

لیکن دوسروں کی زبانی خیریت کی خبر سن کر ان کو اطمینان نہیں ہوا۔ وہ تو بے تاب تھیں زیارت کی۔ وہ چاہتی تھیں کہ اپنی ان دونوں آنکھوں سے روئے انور دیکھ لیں اور اپنا دل ٹھنڈا کریں۔ زیارت اقدس سے اپنی آنکھوں کو نور بخشیں اور سرُور حاصل کریں۔ انکی بےچینی بڑھتی ہی گئی کہ ناگاہ کسی نے کہا وہ دیکھو ایک مجمع میں حضورؐ تشریف فرما ہیں وہ بے خودی میں آگے بڑھ گئیں اور جب حضورؐ پُرنور کی زیارت اپنی آنکھوں سے نہ کر لی چین نہ آیا اور نظر پڑتے ہی حضورؐ کی خدمت میں پروانہ وار جا پہنچیں اور مسرت و خوشی میں زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ کل مصیبۃ جلل بعدکؐ یا رسول اللہ۔ آپؐ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی ہے یا رسول اللہؐ۔

مولانا شبلیؒ اس سراپا ایثار خاتون کے تاثرات اور دلی جذبات کو کتنے مؤثر انداز میں ظاہر کرتے ہیں وُہ فرماتے ہیں:۔

بڑھ کے اُس نے رُخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تُو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم
مَیں بھی اور باپ بھی' شوہر بھی' برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اس مقدّس خاتون کا یہ کردار و عمل یہ قول اور یہ ایثار و قربانی ہمارے' آپ کے لئے عبرت و موعظت کا ایک خزانہ ہے۔ آج ہم بھی حضورؐ کا نام لیتے ہیں۔ آپؐ کی یاد میں جلسے کرتے ہیں اور عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن حضورؐ کو جن سے عشق تھا وہ چیزیں اور وہ اعمال ہم نہ کرتے ہیں اور نہ احترام دل میں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"۔ مگر خدارا بتائیے کتنے مسلمان ہیں جو نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔ اپنی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ خواہش بھی حضورؐ کی مرضی پر قربان کرنے کو تیار ہیں؟ یہ خود اپنے اپنے دلوں سے پوچھئے۔

نقد و نظر

(مشتاق حسین بخاری)

نام کتاب:۔ معلم التجوید للمتعلم المستفید

تالیف:۔ استاد القراء حضرت قاری محمد شریف صاحب دامت برکاتہم۔

ناشر:۔ مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور

صفحات ۲۱۸۔ قیمت ۲ روپیہ (علاوہ خرچ ڈاک)

فن تجوید پر متعدّد کتب و رسائل موجود ہیں۔ تاہم سلیس اور عام فہم کتب کا فقدان ہی ہے جو خواص و عوام' طلباء اور اساتذہ کے لئے بیک وقت مفید ہو۔ ہمارے خیال میں زیرِ نظر کتاب اس کمی کو بدرجہ اتم پوری کرتی ہے۔ جیسا کہ کتاب کے ابتدا میں مذکور ہے کہ اس تالیف کو ماہرین فن قراء نے پسند فرمایا ہے اور متعدد مدرسہ ہائے تجوید نے نصاب میں شامل کیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو وفاق المدارس اسے منظور کرے اور ملحقہ مدارس میں اس کتاب کو نصاب میں داخل کرنے کی سفارش کرے۔ کتاب کی طباعت و کتابت فی الواقع اس قابل ہے کہ طلباء کماحقہٗ اس سے بہرہ ور ہوں۔ کتاب سوال و جواب کی صورت میں ہے اس طرز میں نشر ہو تو تشنگی تجسّس پوری طرح دُور ہو سکتی ہے

نوٹ:۔ تبصرہ کے لئے دو نسخہ ہائے کتب ارسال فرمانے ضروری ہیں۔

ارشاد ہے کہ آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اس کا مال صرف تین چیزیں ہیں۔ جو کھا لیا یا پہن لیا یا اللہ کے خزانے میں خیرات کرکے جمع کر دیا۔ اس کے علاوہ جو رہ گیا وہ تو دوسروں کے لئے چھوڑ گیا۔ اپنے لئے کیا لے گیا۔ روزانہ کے یہ مشاہدے ہیں۔ جو کچھ لے جانا ہے خود ہی اپنے ساتھ لے جاؤ۔ کام دے گا۔ ورنہ بعد میں نہ کوئی ماں باپ یاد رکھتا ہے نہ بیوی یا اولاد پوچھتی ہے۔ سب چند روز کے لئے فرضی آنسو مفت کے بہا کر اپنے اپنے مشغلوں میں لگ جائیں گے۔ کسی کو مہینوں اور برسوں بھی مرنے والے کا خیال نہیں آئے گا۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالےٰ کو قرض دیتے ہیں اس لئے کہ یہ بھی قرض کی طرح سے خیرات دینے والوں کو واپس ملتا ہے۔ پس یہ بہت زیادہ معاوضہ اور بدلے کر ایسے وقت واپس ہوگا جو وقت صدقہ و خیرات کرنے والے کی سخت حاجت اور سخت ضرورت اور سخت مجبوری کا ہوگا۔ لوگ شادیوں کے لئے، سفروں کے واسطے اور دوسری ضرورتوں کی خاطر تھوڑا تھوڑا جمع کرکے رکھتے ہیں کہ فلاں ضرورت کا وقت آرہا ہے اولاد کی شادی کرنی ہے۔ اس کے لئے ہر وقت فکر میں رہتے ہیں اور جو گنجائش ملے کچھ نہ کچھ زیور، کپڑا وغیرہ خرید کر ڈالتے رہتے ہیں۔ کہ اس وقت دقت نہ ہو۔ آخرت کا وقت تو ایسی سخت ضرورت اور حاجت کا ہے کہ وہاں نہ تو کسی سے خریدا جا سکتا ہے نہ قرض لیا جا سکتا ہے۔ نہ بھیک مانگی جا سکتی ہے۔ ایسے اہم اور کٹھن وقت کے لئے تو جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ممکن ہو جمع کرتے رہنا نہایت ہی دوراندیشی اور کارآمد بات ہے تھوڑا تھوڑا جمع کرتے رہنا یہاں تو معلوم بھی نہ دے گا اور وہاں وہ پہاڑوں کے برابر ملے گا۔

آدمی تو یوں سوچتا رہتا ہے کہ فلاں چیز کو صدقہ کروں گا۔ فلاں چیز کو وقف کروں گا فلاں کے نام وصیّت لکھوں گا اور فلاں فلاں جگہ اللہ کے نام پر خرچ کروں گا۔ بس وہ اسی سوچ و فکر میں ہی رہتا ہے اور اوپر سے ایک دم بجلی کے تار کے بٹن کی طرح دبا دیا جاتا ہے۔ اور یہ چلتے چلتے، بیٹھے بیٹھے اور سوتے سوتے مرجاتا ہے۔ اس لئے تجویزوں اور مشوروں میں ہرگز ایسے کاموں میں تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ جتنا جلد ہو سکے اللہ کے نام پر خرچ کرکے اس کے خزانے میں جلد از جلد جمع کر دینا چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اپنے کام آنے والا مال صرف وہی ہے۔ جو اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دیا جائے۔ ورنہ بعد میں تو "کس نمی پرسد کہ بھیا کیستی"

ایک حدیث میں ذکر آتا ہے کہ ایک شخص نے منّت مانی کہ جو شخص پہلے اس آبادی میں نظر آئے گا اس پر صدقہ کرونگا۔ اتفاق سے سب سے پہلے ایک عورت ملی۔ اس کو وہ مال دے آیا لوگوں نے کہا کہ یہ تو بڑی خبیث عورت ہے۔ اس صدقہ کرنے والے اس کے بعد جو شخص سب سے پہلے دکھائی دیا اس کو مال دے دیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو بدترین شخص ہے۔ اس شخص نے اس کے بعد جو شخص پہلے نظر آیا اس کو خیرات دے دیا۔ لوگوں نے کہا یہ تو بڑا مالدار ہے۔ صدقہ کرنے والے کو بڑا رنج ہوا۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ باری تعالےٰ نے تیرے تینوں صدقے قبول کرلئے ہیں۔ وہ عورت فاحشہ تھی لیکن محض ناداری کی وجہ سے اس نے یہ فعل اختیار کر رکھا تھا۔ جب تو نے اس کو مال دیا تو اس نے یہ برا کام چھوڑ دیا۔ نیز جب اس نے یہ دیکھا کہ بغیر منہ کالا کرائے بھی اللہ پاک عطا فرماتے ہیں تو اس کو غیرت آئی۔ دوسرا شخص چور تھا وہ بھی محض تنگدستی کی وجہ سے چوری کرتا تھا۔ تیرے مال دینے پر اس نے چوری سے توبہ کرلی۔ تیسرا شخص مالدار تھا۔ اور کبھی صدقہ نہ کرتا تھا۔ تیرے صدقہ کرنے سے اس کو عبرت ہوئی کہ میں اس سے زیادہ مالدار ہوں اس لئے زیادہ صدقہ کرنے کا مستحق ہوں اب اس کو صدقہ کی توفیق ہوگئی۔

آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر صدقہ کرنے والے کی نیّت اخلاص کی ہو اور اس کے باوجود وہ صدقہ بے محل پہنچ جائے تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اس سے رنجیدہ اور بددل نہ ہونا چاہئے۔ آدمی کا اپنا کام یہ ہے کہ اپنی نیّت اخلاص کی رکھے کہ اصل چیز اپنا ہی ارادہ اور فعل ہے اور ان صدقہ کرنے والے بزرگ کی فضیلت بھی ظاہر ہوگئی۔ کہ باوجود اپنی کوشش کے جب صدقہ بے جگہ صرف ہوگیا تو اس کی وجہ سے بددل ہوکر صدقہ کرنے کا ارادہ ترک نہیں کیا۔ بلکہ دوبارہ سہ بارہ صدقہ کو اپنے مصرف پر صرف کرنے کی کوشش کرتے رہے یہی وہ ان کا اخلاص اور نیک نیتی تھی جس کی برکت سے تینوں صدقے قبول بھی ہوگئے اور قبول کی بشارت بھی خواب میں ظاہر ہوگئی۔ اور یہی صدقے اُن لوگوں کی ہدایت کا باعث بھی بنے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو بھی اسی طرح خرچ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

نعت شریف

جناب ارشد صاحب انجمی

ہوا جب طلوع آفتاب مدینہ
چمکنے لگا ظلمتوں کا بھی سینہ

جسے لوگ کہتے ہیں تفسیر قرآں
وہ ہے سیرت تاجدار مدینہ

مجھے عشق احمدؐ سے وابستگی ہے
سمجھتا ہوں میں عاشقی کا قرینہ

جسے دیکھنا ہے بصیرت کا جلوہ
لگا لے وہ آنکھوں میں خاک مدینہ

الٰہی سلامت رہے حب احمدؐ
یہی ہے مری زندگی کا خزینہ

جمال رخ مصطفیٰ دیکھتے ہی
ہوا ماہ کامل پسینہ پسینہ

کرم ہاں کرم ناخدائے دو عالم
کہیں ڈوب جائے نہ میرا سفینہ

جنہیں شوق اکسیر ہو ان سے کہہ دو
اٹھا لائیں تھوڑی سی خاک مدینہ

بقیہ درس حدیث صد سے آگے

سید اسماعیل شہید بالاکوٹی رحمۃ اللہ علیہ جو سکھوں کیساتھ جہاد کرتے ہوئے بالاکوٹ میں شہید ہوئے جہاں ہمارے صدر محترم نے ایک ہزار روپیہ آپ کے مزار کے لئے دیا۔ وہاں تقریر فرمائی۔ اور آپ کو خراج عقیدت پیش کیا انہی بزرگوں کی وجہ سے آج ہندوستان میں مسلمان نظر آتے ہیں۔ ورنہ انگریز خبیث نے سب کو عیسائی کر دیا تھا۔ ان اللہ کے بندوں نے اپنی جانیں تک اللہ کے راہ میں شہید کر دیں۔ مگر مسلمانوں کو باقی رکھا آپ ہندو پاک کی آزادی کے بانی ہیں۔ آپ ایک دفعہ دہلی کی جامع مسجد میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے اس مسئلہ پر زور دیا (کہ بے نکاح کو فوراً نکاح کرکے دے دو گھر مت رکھو) بھرے مجمع میں سے ایک نے نے اٹھ کر اعتراض کرنا چاہا آپ سمجھ گئے آپ نے اسے یہ کہہ کر بٹھا دیا۔ کہ میں تیرا سوال سمجھ گیا ہوں کل جواب دوں گا تقریر کے بعد فوراً گھر تشریف لے گئے آپ روزانہ عشاء کے بعد وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آئے ہمشیرہ کے پاس۔ قدموں پر پگڑی ڈال دی اور عرض کی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ کے حکم کو تسلیم کرلیں اور سنت کو پورا کریں (وہ بیوہ تھیں) بوڑھی ہو چکی تھیں۔ منہ میں دانت ایک نہ تھا۔ عرض کی میری درخواست قبول کرکے نکاح کریں۔ کہ اس طرح میں تقریر کر رہا تھا کہ ایک آدمی نے اعتراض کرنا چاہا میں نے اس کو یہ کہہ کر بٹھا دیا کہ کل جواب دوں گا۔ چنانچہ اسی وقت مولانا عبدالحی صاحب کے ساتھ نکاح ہوا یہ ہے حضور کے ارشاد کی تلقین

آج کہتے ہیں کہ پہلے اپنی جوانی بی۔ اے اور ایم اے کرنے میں برباد کرے۔ پھر نوکری کرے اور قرضہ اتارے جو اس کی پڑھائی پر لگا ہو اور پھر خود ذاج بھی بنائے۔ اور اس دوران جو بھی گناہ ہوں گے کس کے سر پر ہوں گے؟ سب ماں باپ اور بھائیوں کے سر ہوں گے۔ افسوس آج مسلمان ہر کام میں ڈبنگ کرتے ہیں آپ کی ہر سنت کی جان بوجھ کر مخالفت کرتے ہیں جو میں نے عرض کی حضرت اس کے بعد اور کون سا کام سب سے زیادہ بہترین فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ احسان اور نیکی کر۔ نماز کا حکم پہلے فرمایا اور ماں باپ کا بعد میں۔ اس لئے کہ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ماں باپ، بچے کو نمازی بنائینگے تو بچہ ماں باپ کی عزت اور ماں باپ کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آئے گا۔ ماں باپ پڑھائیں گے دیکھ بچے اللہ تعالےٰ یہ فرماتے ہیں۔ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ٥ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ٥

اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی سے پیش جھکے رہو۔ اور کہو اے رب میرے جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے۔ اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ جو والدین بچے کو یہ سکھائیں گے۔ وہ انشاء اللہ ضرور والدین کا فرمانبردار اور احکام الہیہ کا پابند ہوگا۔ لیکن آج اکثر امراء طبقہ کے بچے عام سکولوں میں ہم غریب لوگوں کے بچوں کے ساتھ تو پڑھ ہی نہیں سکتے۔ وہ ایبٹ آباد۔ مری یا بڑے بڑے برن ہال سکولوں میں پڑھتے ہیں اپنے حقیقی والد کو DADY (ڈیڈی) کہتے ہیں اور اس سکول کے منتظم پادری کو FATHER (فادر) کہتے ہیں۔ برن ہال BORN HAL کا تربیت یافتہ عیسائی پادری کو فادر کہنے والا کیا نماز پڑھے گا؟ والدین کا مطیع ہوگا میں نے پوچھا پھر کون سا عمل بہتر ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ جس شخص کو نفس کے ساتھ جہاد کرنے (یعنی نماز) کی عادت ہوگی نماز کا پابند ہوگا اور پھر اطاعت والدین پائی جائے گی۔ وہ اللہ کے دین کے لئے لڑ بھی سکے گا۔ اور اس میں اطاعت امیر بھی پائی جائے گی۔ اس لئے پہلے نماز پھر اطاعت والدین اور پھر جہاد کو ذکر فرمایا۔

لیکن آج ہم نمازی بھی نماز قضا کر دیتے ہیں اور ہمارے بچے بھی اور بچیاں بھی حالانکہ بلاوجہ نماز قضا کرنا جرم عظیم ہے اور اپنے وقت میں نماز پڑھنی یہ ساری عبادتوں سے بڑی عبادت ہے اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں

بقیہ مجلس ذکر صد سے آگے

کے ریاء کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دے گا۔ اور اُسے ذلیل و رسوا کرے گا۔

اندازہ فرمائیے "ریا" کس قدر خطرناک بیماری اور عظیم گناہ ہے کہ انسان کا کوئی نیک عمل اس کی موجودگی میں باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری تمام جماعت کو اس بیماری سے اپنے خاص فضل و کرم سے محفوظ رکھے۔ اور اخلاص کی ڈھال پر شیطان کے وار کو روکنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

تمام خریداران چندہ کی رقومات
مینجر خدام الدین کے نام روانہ کریں
(شیخ عبدالمجید)

صلی اللہ علیہ وسلم

قاری محمد اسحٰق صاحب حافظ سہارنپوری

جہاں کی زباں پر ہے نام محمدؐ
ہر اک دل میں ہے احترام محمدؐ
بلا اذن خالق، کہا کچھ نہ منہ سے
کلام خدا ہے کلام محمدؐ
محمدؐ کا رتبہ ارے اللہ اللہ
خدا کو ہے خود احترام محمدؐ
سلاطین دنیا کا سلطان ہے وہ
حقیقت میں جو ہے غلام محمدؐ
نہ کیوں چوم لوں ان لبوں کو میں حافظ
ادا جن لبوں سے ہو نام محمدؐ

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو

خفیہ باتوں کو جاننے والا خدا اس بات پر گواہ ہے کہ میرے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں گزرا اور کبھی یہ وسوا بھی پیدا نہیں ہوا کہ بے شمار خزانوں کا مالک بن جاؤں، شہر اور ولائتیں میرے قبضہ میں آجائیں۔ عزت و وجاہت یا امارت و ریاست مل جائے، اپنے بھائیوں اور ہمسروں پر حکمران بن جاؤں یا اونچے خاندان والے بادشاہوں کی سلطنتیں چھین کر ان کے لئے اہانت کا باعث بنوں۔

تاج فریدوں اور تخت سکندر میری نظروں میں جو کے برابر بھی نہیں۔ قیصر و کسریٰ کی مملکت کا خیال تک دل میں نہیں لاتا، صرف یہ آرزو ہے۔ کہ اکثر افراد بنی آدم بلکہ دنیا کے تمام خطوں میں رب العالمین کے وہ احکام جاری ہو جائیں، جنہیں ہم شریعت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور اس بارے میں کسی کی طرف سے کش مکش کا امکان باقی نہ رہ جائے صرف اس کام کی تکمیل مقصود ہے خواہ یہ میرے ہاتھ سے پورا ہو یا کسی دوسرے کے ہاتھ سے"

تبلیغی جلسہ

مولانا عبدالشکور صاحب مبلغ اسلام یکم اکتوبر بروز جمعرات کو بعد نماز ظہر چک ۲۱۳ گ ب نزد سمندری خطاب فرماویں گے۔ احباب مطلع رہیں
خادم اسلام:- مولوی محمد علی چک ۲۱۳ گ ب تحصیل سمندری ضلع لائلپور

بقیہ سچ کی قیمت صـ۱۲ سے آگے

جب سے میں نے یہ ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا عمدہ طرح سے مجھ پر احسان کیا قسم خدا کی میں نے اس وقت سے کوئی جھوٹ قصداً نہیں بولا جب سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آج کے دن تک - اور مجھے امید ہے - کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھ کو جھوٹ سے بچا وے گا کعب نے کہا اللہ تعالےٰ یہ آیتیں اتاریں لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ آخر تک یعنی بیشک اللہ تعالےٰ نے معاف کیا نبی اور مہاجرین اور انصار کو جنہوں نے ساتھ دیا نبی کا مفلسی کے وقت یہاں تک کہ فرمایا وہ مہربان ہے اور رحم والا اور اللہ تعالےٰ نے معاف کیا اُن تینوں شخصوں کو جو پیچھے ڈالے گئے یہاں تک زمین ان پر تنگ ہوگئی باوجود کشادگی کے اور ان کے جی بھی تنگ ہوگئے اور سمجھے کہ اب کوئی بچاؤ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر اللہ تعالےٰ نے معاف کیا ان کو تاکہ وہ توبہ کریں بیشک اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے - اے ایمان والو ڈرو اللہ تعالےٰ سے اور ساتھ رہو سچوں کے کعب نے کہا قسم ہے خدا کی اللہ تعالےٰ نے اس سے بڑھ کر کوئی احسان مجھ پر نہیں کیا بعد اسلام کے جو اتنا بڑا ہو میرے نزدیک اس بات سے کہ میں نے سچ بول دیا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جھوٹ نہیں اور نہ تباہ ہوتا جیسے جھوٹے تباہ ہوئے - اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کو جب وحی اُتری تو ایسی بُرائی کی کہ کسی کی نہ کی تو فرمایا جب تم لوٹ کر آئے تو وہ قسمیں کھانے لگے تاکہ تم کچھ نہ بولو اُن سے نہ بولو اُن سے وہ ناپاک ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے یہ بدلہ ہے ان کی کمائی کا - قسمیں کھاتے ہیں تم سے کہ تم خوش ہو جاؤ ان سے - سو اگر تم خوش ہو جاؤ ان سے تب بھی اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوگا بدکاروں سے کعب نے کہا. ہم پیچھے ڈالے گئے تینوں آدمی ان لوگوں سے جن کا عذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا جب انہوں نے قسم کھائی تو بیعت کی ان سے اور استغفار کیا - ان کے لئے اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈال رکھا (یعنی ہمارا مقدمہ ڈال رکھا) یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا.

اسی سبب سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اُن تینوں کو جو پیچھے ڈالے گئے اور اس لفظ سے (یعنی خُلِّفُوْا سے) یہ مراد نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مراد وہی ہے ہمارے مقدمہ کا پیچھے رہنا - اور ڈال رکھنا آپ کا اس کو بہ نسبت اُن لوگوں کے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا آپ سے اور آپ نے قبول کیا اُن کے عذر کو.

بقیہ صـ۱۹ ـ حضورؐ کا بچپن اور جوانی

بعد آپؐ ایک مثالی شوہر ثابت ہوئے - اور جناب خدیجہؓ کا آپؐ کے متعلق کیا انداز تھا اور کیا احترام تھا اس پر وہ فقرے بخوبی روشنی ڈال سکیں گے جو آپ نے نزول وحی کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کے لئے فرمائے تھے :-

"بخدا آپؐ کو اللہ کبھی بھی رسوا نہ کریگا - آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں -
کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں -
مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی طرفداری کرتے ہیں -

جناب خدیجہؓ وہ سب سے پہلی خاتون ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان لائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے حق میں فرمایا کہ خواتین جنت میں افضل ترین عورتیں خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ - مریم بنت عمران - آسیہ بنت مزاحم ہیں -

اکثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کی اس قدر تعریف جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا کرتے تھے - آپ اور خدیجہ کے درمیان جو محبت و موافقت اور ازدواجی زندگی کے خوشگوار حالات تھے وہ آپ کے اسی حسن اخلاق اور سیرت کا نتیجہ تھے -

ایک مرتبہ جب آپؐ تعریف فرما رہے تھے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں - کیا آپؐ ہر وقت اس بڑھیا کی تعریف کیا کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض اس سے بہتر بیوی دیدی ہے - بس کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر غصہ آیا کہ سر کے آگے کے بال کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے فرمایا:

قسم بخدا اس کا بدل نہیں ہو سکتا - وہ اس وقت ایمان لائیں جب سب لوگ کافر تھے انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب دوسرے میری تکذیب کر رہے تھے اس وقت انہوں نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا جب دوسروں نے مجھے محروم کر دیا تھا - اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان ہی سے اولاد دی - جب کہ میں دوسری عورتوں سے اولاد نہ پا سکا -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تہیہ کر لیا کہ آئندہ کبھی پھر اس انداز میں ان کا تذکرہ نہ کروں گی -

آپؐ بچپن ہی سے برائیوں اور خرابیوں سے مبرّا و منزّہ تھے -

بقیہ :- ہند بنت عُتبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یرموک کی لڑائی سخت ترین جنگوں میں سے ایک تھی - اس جنگ میں حضرت ابوسفیانؓ ان کی بیوی حضرت ہندؓ اور ان کے بیٹے یزید بن ابی سفیان بڑے جوش کے ساتھ شریک ہوئے اس لڑائی میں ایک وقت ایسا بھی آیا - کہ مسلمانوں کے ایک دستے نے کم ہمتی دکھائی - اور انہوں نے قدم پیچھے ہٹایا تو حضرت ہند نے تمام عورتوں کے ساتھ خیموں کی چوبیں ہاتھوں میں لے کر ڈانٹا - اور کہا کہ اگر تم پیچھے ہٹے تو ہم ان چوبوں سے تمہیں ماریں گے - ان کے اس طرح غیرت دلانے سے ان پست ہمت مسلمانوں کے قدم جمے اور پھر انہوں نے یہ لڑائی جیت لی -

حضرت ہند بڑے باپ کی بیٹی اور رئیس کی بیوی تھیں - اس لئے سخاوت میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیتیں - مسلمان ہونے کے بعد بہت زیادہ خیرات کرتیں - عالم کفر میں اسلام کے مقابلے میں جو طاقت صرف کر چکی تھیں اُسے یاد کر کے روتیں اور اپنے رب سے معافی مانگا کرتی تھیں خود ان کے والد عُتبہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ کیا کرتے تھے حضرت ابوسفیان کی شادی خود انہوں نے اپنی مرضی اور باپ کی اجازت پا کر کی تھی حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے میں وفات پاگئیں حضرت معاویہؓ امیر و براہی حضرت ہندؓ کے بیٹے تھے جو آگے چل کر مشہور فاتح اور مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے -

رضوان - لکھنؤ

بچوں کا صفحہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن اور جوانی

اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپنے کے حالات تاریخوں میں بہت کم پائے جاتے ہیں اور مدونین سیرت نبویؐ نے اس کی طرف خاطر خواہ توجہ بھی نہیں دی پھر بھی ہم مختصر حالات یہاں پیش کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپؐ قریش کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ان بچوں نے ننگے ہو کر اپنے تہ بندوں میں پتھر اٹھانا شروع کر دیئے اور آپؐ سے بھی ان سب نے یہی چاہا۔ مگر آپؐ نے ان کی بات نہ مانی۔ اور اس لئے کہ کوئی آپؐ کو برہنہ نہ دیکھے۔ آپؐ نے تہ بند کے بجائے کاندھوں پر پتھر اٹھائے اور حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے [illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ میں نے جاہلیت کی باتوں کی طرف کبھی توجہ نہیں دی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ مگر دو مرتبہ ایسا ہوا کہ میں ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے محفوظ رکھا اور وہ واقعہ اس طرح ہوا میں اور قریش کا ایک نوجوان ساتھ ساتھ بھیڑیں چرا رہے تھے۔ میں نے اس سے کہا۔ تم ذرا میری بھیڑیں دیکھتے رہو اور میں قصہ گویانِ مکہ سے کوئی کہانی اور داستان سن لوں جیسا کہ اور نوجوان بھی سنتے ہیں۔ اس نے کہا تم جاؤ اور میں تمہاری بھیڑوں کی رکھوالی کرونگا جب میں مکہ واپس آیا ایک گھر کے قریب پہنچا تو میں نے گانے اور دف بجانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ایک شخص نے کہا۔ فلاں شخص نے فلاں عورت سے شادی کی ہے اور یہ سارا اہتمام اسی کا نتیجہ ہے۔ پھر میں اس [illegible] راز کی طرف ملتفت ہوا ہی تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ پھر میں اس وقت جاگا جب آفتاب کی کرنیں مجھے جگانے آئیں۔ میں اپنے ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا سناؤ رات کیسے گذری؟ میں نے اس کو سارا قصہ سنایا اور دوسری رات پھر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔

اللہ تعالےٰ جب کسی کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو اس پر لہو و لعب کے دروازے اس طرح بند کر دیتا ہے۔ اور فساد و نقص کی راہوں کو اس انداز سے اس پر دشوار و ناقابل عبور بنا دیتا ہے کہ اس کو احساس ہی ہونے نہ پائے کہ کوئی طاقت مجھے اس سے جبراً روک رہی ہے۔

اور اسی لئے ذات باری تعالےٰ نے آپؐ پر نیند طاری کر دی تاکہ آپؐ جاہلوں کی رسوم و عادات کا مشاہدہ تک نہ کر سکیں اور آپؐ ہر عیب و شک سے پاک رہیں۔

ام ایمن رضؓ سے روایت ہے کہ عرب کے دورِ جاہلیت میں "عید بوانہ" منایا کرتے تھے۔ درحقیقت بوانہ ایک بُت تھا اصنام مکہ میں سے اور وہ اس بت کی عبادت کرتے تھے اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے سامنے قربانی کرتے اور اسی کے سامنے قسم کھاتے۔ اور سال میں ایک مرتبہ سارا دن اسی کے پاس بیٹھے رہتے۔

جناب ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ اس عید میں شرکت کیا کرتے تھے۔ ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہا کہ قوم کے ساتھ تم بھی اس عید میں شرکت کرو۔ مگر آپؐ نے انکار کیا۔ جس پر ابو طالب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں بہت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں کہ تم جو ہمارے خداؤں سے اتنا دُور بھاگتے ہو۔ ہمیں خوف ہے کہ تم کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔ اور محمدؐ! کیا بات ہے کہ تم اپنی قوم کے ساتھ کسی تہوار میں شریک نہیں ہوتے اور نہ ان کی رونق جمعیت میں اضافہ کرتے ہو۔ ان باتوں سے آخر تمہارا مطلب کیا ہے۔

پھر لوگوں کا اصرار جاری رہا۔ آخر آپؐ ان لوگوں کے ساتھ گئے اور واپس آئے۔ اس حال میں کہ انتہائی مرعوب و خوف زدہ تھے پھوپھیوں نے پوچھا۔ ارے تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر کسی جنّ کا سایہ پڑ گیا ہے۔ آپؐ کی پھوپھیوں نے کہا نہیں نہیں کبھی بھی کسی جنّ کو اللہ تم پر مسلط نہیں کرے گا۔ تم بڑے خوش اطوار ہو۔ اچھا یہ بتاؤ! تم نے کیا دیکھا۔

آپؐ نے فرمایا۔ جب میں اس بُت کے قریب گیا تو ایک بلند قامت سفید رنگ آدمی چیختا ہوا دکھائی دیا جو کہہ رہا تھا۔

"محمدؐ! پیچھے ہٹ جاؤ اس کو مت چھونا"

ام المومنینؓ کہتی ہیں کہ پھر کبھی آپؐ کسی تہوار میں شریک نہیں ہوئے یہاں تک کہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔

آپؐ نے کبھی بتوں کے نام پر ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا۔

آپؐ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا۔ "یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے کبھی بتوں کی عبادت کی؟"

آپؐ نے فرمایا۔ "نہیں"

پھر آپؐ سے پوچھا گیا۔ "یا رسول اللہ! کبھی آپؐ نے شراب پی؟"

آپؐ نے فرمایا۔ "میں ہمیشہ سے سمجھتا تھا کہ شراب پینے والا کافر ہے۔ حالانکہ میں "کتاب و ایمان" سے واقف نہ تھا (یعنی یہ کہ کس طرح ان دونوں کی طرف دعوت دی جا سکتی ہے)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے بچپن ہی سے شعر و شاعری اور اصنام سے نفرت تھی

آپؐ کمسنی میں اہل مکہ کی بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔ چونکہ آپؐ بہت ہی رحم دل تھے۔ اس لئے ایسا کرتے تھے! آپؐ نے حرب الفجار میں شرکت کی۔ اور اس وقت آپؐ کی عمر چودہ سال کی تھی اور آپؐ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے تھے۔ آپؐ نے حلف الفضول میں بھی شرکت فرمائی۔

جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کاروبار کے سلسلہ میں جو آپؐ نے شام کا سفر کیا۔ اس میں آپؐ کی امانت و دیانت کی اچھی طرح شہرت ہوئی۔ اور تجارت میں خاطر خواہ کامیابی اور عظیم نفع حاصل کیا۔ جس سے میسرہ غلام خدیجہ رضؓ کو کہنا پڑا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے بارہا اسطرح کے تجارتی سفر کئے مگر اتنا فائدہ کبھی نہ ہوا اور آپؐ کے حسن اخلاق اور امانت و دیانت کو دیکھ کر میسرہ تو آپؐ کا عاشق ہو گیا تھا۔

جس انوکھے طریقہ سے آپؐ نے حجرِ اسود کے سلسلہ میں لڑنے والوں کو مطمئن کیا اور سب کو اس میں شریک کیا وہ آپکی ذہانت فراست اور سوجھ بوجھ اور حاضر دماغی کی بین دلیل اور شاہکار ہے۔

جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا التفات بھی اپنی اخلاق حمیدہ کی وجہ سے تھا جسکی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو آپؐ کو اجیر بنا کر بھیجا وہ آپؐ کی اسی صدق و سچائی امانتداری اور اخلاق کریمہ کی شہرت کے سبب تھا (اور جب نفع کثیر دیکھا) تو مقررہ اجرت سے دوگنا دیا۔ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عقلمند اور شریف خاتون تھیں جب آپکے غلام نے حضورؐ کی صفات حمیدہ کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں قرابت، شرافت، امانت، حسن اخلاق اور راست گوئی کی بناء پر آپؐ کو پسند کرتی ہوں۔ پھر آپ نے شادی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گیا۔ پھر شادی کے

(باقی صد ۱۸ پر)

۶ ستمبر ۱۹۶۴ء

فون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۵۱ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

تجلیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مترجمہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں

اعلان: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خلاصۃ المشکوٰۃ مترجم

جس میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن مجید کی طرح اس پر اعراب ہیں۔ ترجمہ نہایت ہی آسان اردو میں ہے۔ عورتیں، سمجھدار بچے اور معمولی اردو دان بھی بہ آسانی پڑھ سکتے ہیں۔

ھدیہ مجلد ۵ پیسے محصول ڈاک ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین

رسالہ احکام شب براءۃ
مفت

مرتبہ حضرت مولانا قاضی محمد علی صاحب ... انجمن خدام الدین

اگر آپ قرآن حکیم و حدیث شریف کی روشنی اور فقہائے عظام کی ہدایات کے ذریعے احکام شب براءۃ کا صحیح علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل پتہ پر پیسے کا ٹکٹ بغرض محصول ڈاک بھیج کر رسالہ احکام شب براءۃ منگوا کر پڑھیں بلکہ ہو سکے تو زیادہ ٹکٹ بھیج کر زیادہ تعداد میں منگوائیں اور دوست احباب میں تقسیم فرما کر اشاعت و تبلیغ کا ثواب لیں۔ اس رسالہ پر مقتدر علمائے کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خدام الدین

میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

(مینیجر)

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعایتی ہدیہ

ہدیہ فی جلد ۵/- روپے ڈاک خرچ ۵۰/۱ روپے کل ۶/۵۰ روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں